حجاب آخر کیوں؟

حجاب کے حق میں تاریخی، دینی، معاشرتی
اور جدید سائنسی دلائل سے مالا مال پیشکش

ڈاکٹر گوہر مشتاق

حجاب .....آخر کیوں؟

اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

مصنف:

ڈاکٹر گوہر مشتاق (امریکہ)

مکتبہ خواتین میگزین

منصورہ ملتان روڈ لاہور فون 042-35435667

جملہ حقوق محفوظ ہیں

حجاب .....آخر کیوں؟

مصنف : ڈاکٹر گوہر مشتاق

ناشر : عباس اختر اعوان

مکتبہ خواتین میگزین، منصورہ۔ملتان روڈ لاہور

اشاعت اول : اگست 2015ء

مطبع : رانا پرنٹرز، لاہور

قیمت : 60 روپے

ملنے کے پتے:

- .....ادارہ معارف اسلامی منصورہ ملتان روڈ لاہور۔5432419
- .....ادارہ مطبوعات طلبہ 1اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔7553991
- .....دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- .....مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- .....اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- .....ملک اولڈ بک ڈپو، کمیٹی چوک راولپنڈی
- .....احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- .....مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- .....النور اسلامک بکس۔سنگاپور پلازہ۔صدر۔راولپنڈی 5794605
- .....ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔091-262407
- .....ادارہ پاسبان خبر مرکز۔1 سرور روڈ، نز دسٹیٹ بینک بلڈنگ ملتان

The Hijab of a Muslim Woman
(A Poem about Hijab)

(By: Sister Izdehar Albowyha)

You look at me and call me oppressed,
Simply because of the way I'm dressed,

You know me not for what's inside,
You judge the clothing I wear with pride,

My body's not for your eyes to hold,
You must speak to my mind, not my feminine mold,

I'm an individual, I'm no mans slave,
It's Allah's pleasure that I only crave,

I have a voice so I will be heard,
For in my heart I carry His word,

"O ye women, wrap close your cloak,
So you won't be bothered by ignorant folk",

Man doesn't tell me to dress this way,
It's a Law from God that I obey,

Oppressed is something I'm truly NOT,
For liberation is what I've got,

It was given to me many centuries ago,
With the right to prosper, the right to grow,

I can climb mountains or cross the seas,
Expand my mind in all degrees,

For God Himself gave us LIB-ER-TY,
When He sent Islam,
To You and Me.

Behind the veil I am the queen.
I have a body that nobody seen.

Many people think I am oppressed-
And wonder how I got myself into this mess.

My veil is my cure.
And makes my heart pure.

It earns me my love from Allah my Lord.
And makes me strong against any sword.

Behind my beautiful veil lies.
My savior from the temptation of guys!

'Behind my veil,' I begin to say.
'Is where I shall forever stay!

فہرست

☆..... The Hijab of a Muslim Woman: A poem 3

☆..... تعارفِ مصنف 9

☆..... باب 1

☆..... چہرے کا پردہ - جدید سائنس کی روشنی میں 11

☆..... شرم وحیا اور خواتین کی نفسیات 13

☆..... چہرے کے پردے کا مقصد: علم الانسانیات کی روشنی میں 15

☆..... انسانی چہرہ، جسمانی دلکشی کا سب سے زیادہ پُرکشش حصہ 18

☆..... زندگی کے شریک سفر کے لیے عورتوں کا معیار کیا ہے/مردوں کا معیار کیا ہے؟ 22

☆..... عورتیں فطرتاً مردوں کا اُن کی طرف گھورنا پسند نہیں کرتیں 28

☆..... مردوں کی نگاہوں سے بچاؤ عورتوں کو احساسِ کمتری سے بچاتا ہے:
سائنسی تحقیقات کی روشنی میں ثبوت 33

☆..... باب 2

☆..... نقاب کرنے کے میڈیکل فوائد 38

☆..... میڈیکل ماسک یا "میڈیکل نقاب" 38

☆..... چہرے کی جلد اور نقاب کے میڈیکل فوائد 42

☆..... چہرے کی جلد کی موٹائی (Skin Thickness) 43

☆..... جلد کی عمر رسیدگی کا عمل (Skin Aging) 44

☆..... چہرے کے بال (Facial Hair) 45

☆..... چکنی جلد (Oily Skin) 46

6 حجاب .....آخر کیوں؟

☆ ..... اعصابی ریشے(Nerve Fibers) 46

باب نمبر 3

☆.....بے پردگی کے کلچر میں خواتین کا استحصال 48

☆ ..... میڈیا پر عورتوں کی نمائش اور اُسکے نفسیاتی اثرات 49

☆ ..... میڈیا پر عورتوں کی نمائش اور مردوں کے بدلتے معیارِ حُسن 52

☆ ..... میڈیا پر عورت کا استحصال 54

☆.....مردوں کا عورتوں سے معاملات کرتے ہوئے غلط فہمی کا شکار رہونا:
ایک سائنسی تحقیق 58

☆ ..... باب 4

☆ ..... نقاب میں عورتوں کی حقیقی آزادی 63

☆ ..... غیر مخلوط محفلیں، آخر کیوں؟ 63

☆ ..... نوجوان لڑکیوں کا اپنے گھروں کو سب سے محفوظ جگہ قرار دینا:
آسٹریلیا میں کی گئی ایک سائنسی تحقیق 66

☆ ..... مسلمان عورت کا سیاہ رنگ کا برقعہ اور کعبے کا سیاہ رنگ کا غلاف 71

☆ ..... نقاب خواتین کو مردوں کی نظری چوری(visual theft) سے نجات دلاتا ہے 73

☆ ..... نقاب میں عورتوں کی حقیقی آزادی 76

☆ ..... باب 5

☆ ..... چہرے کا پردہ - قرآن حدیث اور علمائے اسلام کی نظر میں 80

☆ ..... پردہ - قرآن کی رشنی میں: 82

7 حجاب .....آخر کیوں؟

☆..... قرآنی دلیل نمبر 1

☆..... قرآنی دلیل نمبر2

☆..... قرآنی دلیل نمبر3

☆..... چہرے کا پردہ: احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں 95

☆..... چہرے کا پردہ-صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال کی روشنی میں 105

☆..... چہرے کا پردہ، علمائے اسلام کی نظر میں 109

☆..... پردے کے متعلق اسلامی حکم 115

☆..... کیا چہرے کے پردے کا حکم صرف ازواج مطہراتؓ کے لئے تھا؟ 116

☆..... عمرے اور حج میں عورت کا پردہ 118

☆..... کیا پردے کا مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ ہے؟ 125

"Islamic hijab [and niqab] allows a vision of a Muslim woman as liberated not from tradition and meaning, but from ostentation and from subjection to random visual theft by men."

(Timothy J. Winter) [Abdal Hakim Murad]

''اسلامی حجاب ونقاب ایک آزاد عورت کا تصور پیش کرتا ہے جو کہ اپنی اقدار اور روایات سے آزاد نہیں ہوتی بلکہ نمود ونمائش سے آزاد ہوتی ہے اور مردوں کی نگاہوں کی ڈاکہ زنی سے پردہ کرنے والی عورت کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے۔''

(برطانوی نومسلم عالم شیخ عبدالحکیم مراد)

تعارفِ مصنف

10 حجاب .....آخر کیوں؟

ہے:

1.....ایک آنکھ والا دجال
2.....موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں
3.....انسانی دل اور قبولِ اسلام ۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ
4.....معرکۂ روح و بدن
5.....پردہ : عظمند خواتین کا انتخاب
6.....دجالی دور اور مسلم نوجوان
7.....داڑھی کی اہمیت قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں
8.....ویلنٹائن ڈے ۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار
9.....سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر
10.....سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں
11..... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں
12 ..... روزے کے روحانی اور طبی فوائد قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں
13 ..... اللہ کی مدد کیوں نہیں آرہی؟
14 ..... ایک آنکھ والے میڈیا کا معاشرتی زہر
15 ..... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ
16 ..... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں
17 ..... تاریخ کا سبق

باب نمبر 1

چہرے کا پردہ- جدید سائنس کی روشنی میں

انسانی چہرہ اللہ تعالیٰ کی ایک حیران کن تخلیق ہے جو 44 مختلف عضلات یا پٹھوں (muscles) پر مشتمل ہوتا ہے۔اُن 44 پٹھوں میں سے صرف 4 پٹھے چبانے میں مدد کرتے ہیں اور بقیہ 40 پٹھوں کا کام انسانی چہرے پر مختلف تاثرات (facial expressions) کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔پٹھوں کا ایک گروپ چہرے پر خوشی کے اظہار کے وقت متحرک ہوتا ہے تو پٹھوں کا دوسرا گروپ انسانی چہرے پر خفگی یا اُداسی کے اظہار کے وقت کام کرتا ہے۔ ہمارے چہرے کے پٹھے ہماری مرضی کے بغیر بھی ہر قسم کے احساسات کے اظہار کے وقت کام شروع کر دیتے ہیں غرضیکہ انسانی چہرہ ایک بے مثال تخلیق ہے۔ (1)

اِس میں کوئی شک نہیں کہ انسانوں کی خوبصورتی کا مرکز ومحور اُن کا چہرہ ہوتا ہے۔چہرہ انسانی خوبصورتی کا سب سے پائیدار پیمانہ ہوتا ہے۔ کلوپیٹرا (Cleopetra) کی خوبصورتی کی داستانوں سے لیکر آج کی اشتہارات کی دنیا کی سُوپر ماڈلز (super-models) تک، چہرہ ہی خواتین کی کشش اور شہرت کا باعث سمجھا جاتا ہے۔اِس دنیا کے چھ بلین چہروں کے درمیان ہم میں سے ہر ایک کا چہرہ منفرد اور مختلف ہے۔یہ بات ہم پر آج بھی اسی طرح صادق آتی ہے جس طرح مصر میں فراعنہ کے حنوط شدہ چہروں (Mummies) کو دیکھ کر سمجھ آتی ہے کہ ہر کسی کا چہرہ مختلف اور منفرد تھا۔عمرانی سائنسی تحقیق سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کا چہرہ معاشرے کے دوسرے لوگوں پر فیصلہ کن اثر چھوڑتا ہے۔ (1)

---

(1) HeartMath LLC (2002). The Inside Story - Understanding the Power of Feelings. Boulder Creek, California, HeartMath LLC.

اِس کا مطلب یہ ہے کہ معاشرے میں انسانوں کے باہمی تعلقات پر اُن کے چہروں کے تاثرات یا نقوش زبردست طریقے سے اثرانداز ہوتے ہیں۔لوگ عام طور پر ہمارے چہرے کی بنیاد پر ہماری شخصیت کے متعلق ابتدائی رائے قائم کرتے ہیں۔چہرہ ہمارے جذبات کا اظہار کرتا ہے اور کبھی تو یہ بھی بتاتا ہے کہ ہمارے وجود کی گہرائیوں میں کیا کشمکش برپا ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ پوری دنیا کی خواتین اپنے چہروں کو میک اَپ کے ذریعے خوبصورت بنانے یا اپنی خوبصورتی کو برقرار رکھنے پر کئی ملین ڈالرز خرچ کرتی ہیں۔میک اَپ کا سامان (beauty products) بنانے والی کمپنیاں اپنی مصنوعات پر بے انتہاء منافع کماتی ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ چہرے کو خوبصورت بنانے والی میک اَپ کی مصنوعات کی تعداد بقیہ جسم کو خوبصورت بنانے والی مصنوعات کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔یہ بات بذات خود ثابت کرتی ہے کہ انسان اپنے چہروں کو اہمیت دیتے ہیں۔خواتین اپنے چہروں کے بناؤ سنگھار پر وقت اور کثیر پیسہ صرف کرتی ہیں۔

چونکہ چہرہ انسانی کشش میں اتنی زیادہ اہمیت رکھتا ہے بالخصوص خواتین کا چہرہ،اس لیئے اسلام نے خواتین کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے حسن کو نامحرم مردوں سے چھپائیں۔نقاب یا چہرے کا پردہ اسی حکم پر عمل کرنے کا ایک طریقہ ہے۔اس باب میں چہرے کے پردے کی اہمیت جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں بیان کی جائے گی۔

شرم وحیا اور خواتین کی نفسیات:

شرم و حیا میں مرد اور عورت برابر نہیں۔عورتوں میں شرم و حیا مردوں کے مقابلے

(1) Berry, D.S. and McArthur, L.Z. (1986). "Perceiving character in faces: The impact of age-related craniofacial changes on social perception." Psychological Bulletin 100: 3-18.

میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔مغربی علم نفسیات کا باوا آدم امریکی سائنسدان ہیولاک ایلس (Havelock Ellis) اپنی کتاب Studies in the Psychology of Sex میں انسانوں میں شرم وحیا کے جذبے کے متعلق لکھتا ہے:

''شرم وحیا ایک فطری خوف پر مبنی ہوتا ہے جس کے نتیجے میں انسان (اپنے جسم کو دوسروں سے) چھپاتا ہے اور عام طور پر جنسی افعال سے بھی اس کا تعلق ہوتا ہے۔ گو کہ یہ جذبہ عورتوں اور مردوں دونوں میں پایا جاتا ہے لیکن یہ خاص طور پر عورتوں کے اندر بہت زیادہ پایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نفسیاتی لحاظ سے اِسے عورتوں کے ثانوی جنسی خصائل میں شمار کیا جاسکتا ہے۔''(1)

تحریک نسواں کے علمبردار چاہے کتنی ہی سوشل انجینئرنگ کرلیں لیکن دونوں صنفوں کی فطرت کو بدلنا آسان کام نہیں۔عورتوں میں فطرتاً شرم وحیا مردوں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ شرم وحیا کا یہ زنانہ احساس زندگی کے ہر شعبے میں ظاہر ہوتا ہے جس میں کھیل بھی شامل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تحریک نسواں کی حامی مصنفہ آئرس ینگ (Iris Young) نے اپنے مضمون "Throwing Like a Girl" میں عمیق مشاہدہ بیان کیا تھا کہ مرد کھیلوں میں اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ اپنی مہارت اور جسمانی ساخت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی مردانگی کی نمائش کی وجہ سے کرتے ہیں۔اسکے برعکس، خواتین کھیلوں کے عملی مظاہرے میں بزدلی، بے یقینی اور جھجک دکھاتی ہیں۔ آئرس ینگ نے یہ وضاحت کی:

"Girls' apparent lack of competence in activities such as throwing and hitting in games was due to the fact that girls tend not to extend their bodies fully when participating in physical activities." (1)

---

(1) Ellis, Havelock (1910). "The Evolution of Modesty". Studies in the Psychology of Sex. Vol. I, Philadelphia, F.A. Davis.

''کھیلوں میں گیند کے پھینکنے یا مارنے میں لڑکیوں کی مہارت میں کمی کی اصل وجہ یہ ہے کہ لڑکیاں ورزشی کھیلوں میں اپنے جسم کو پوری طرح کھولتی نہیں یا جسم کو پوری طرح پھیلاتی نہیں''۔

آئرس ینگ نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعتراف کیا:

"A space surrounds us in imagination that we are not free to move beyond; the space available to our movement is a constricted space." (1)

''ہمارے تصور میں ایک حدود نے ہمارا احاطہ کیا ہوتا ہے جس سے باہر ہم (خواتین) آزادانہ حرکت نہیں کرسکتیں۔ہمیں اپنے جسم کو حرکت دینے کے لیئے جتنی جگہ ہمارا تصور مہیا کرتا ہے وہ محدود جگہ ہوتی ہے۔''

جس چیز کا آئرس ینگ یہاں ذکر کررہی ہے،وہ خواتین کا جذبہ شرم وحیا ہی ہے جو انہیں باہر کی دنیا میں ''اپنے جسم کو پوری طرح کھولنے نہیں دیتا'' اور عورتیں یہ محسوس کرتی ہیں کہ وہ ایک خاص ''نہ نظر آنے والی حدود سے باہر آزادانہ حرکت نہیں کرسکتیں۔''

تحریک نسواں والوں کے لیئے خواتین میں جذبہ شرم وحیا،انکے اندر ایک کمی اور انکی ترقی میں رکاوٹ ہے اور وہ اِسی جذبے کو ختم کرنے کے لیئے سر دھڑ کی بازی لگا رہے ہیں لیکن اسلام خواتین کے اس جذبۂ شرم وحیا کو عیب سمجھنے کی بجائے عورت کا سب سے قیمتی سرمایہ سمجھتا ہے۔اسلام عورت کو اپنے گرد محسوس ہونے والی اور نہ نظر آنے والی حدود یا ''حریم غیب'' کی نہ صرف قدر افزائی کرتا ہے بلکہ گھر سے باہر اُس حریم غیب کے زنانہ احساس کی نقاب اور حجاب کے ذریعے حفاظت بھی کرتا ہے۔نقاب اور حجاب اُس حریم غیب کی حفاظت کرکے عورت کی شرم وحیا کو محفوظ رکھتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورت کی

---

(1) Young, Iris (1990). Throwing like a girl and other essays in feminist philosophy. Indianapolis, Indiana University Press.

شرم وحیا کو قابل تحسین سمجھا حتیٰ کہ یہ چیز دین اسلام کا جزو لاینفک بن گئی۔ رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقٍ وَ خُلُقِ الْإِسْلَامِ الْحَيَاءُ. (موطا امام مالک) (1)

''ہر دین کی ایک خصوصیت (characteristic quality) ہوتی ہے اور اسلام کی خصوصیت شرم وحیا ہے۔''

چہرے کے پردے کا مقصد: علم الانسانیات کی روشنی میں

پردے کا ایک اہم مقصد عورت کی شرم وحیا کی حفاظت اور عورت اور معاشرے کے نامحرم مردوں کے درمیان ایک قسم کا سماجی فاصلہ پیدا کرنا ہوتا ہے۔ امریکہ کی کولمبیا یونیورسٹی کے ماہر علم الانسانیات رابرٹ ایف مرفی (Robert F. Murphy) نے چہرے کے پردے (نقاب) کے مقاصد پر دنیا کے مختلف خطوں میں تحقیق کی جو American Anthropologist کے دسمبر 1964ء کے شمارے میں چھپی۔ چہرے کے پردے کا مقصد بیان کرتے ہوئے رابرٹ مرفی نے یہ نوٹ کیا کہ جب کسی سوسائٹی کے لوگ (خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں) اپنے چہرے کا اِس حد تک پردہ کرتے ہیں کہ صرف اُن کی آنکھیں دکھائی دیتی ہیں (یعنی نقاب) تو ''اس طرح کرنے سے اپنے اور معاشرے کے دوسرے لوگوں کے درمیان علامتی طور پر ایک قسم کا سماجی فاصلہ (social distance) متعارف کرواتے ہیں۔''(2)

رابرٹ مرفی نے مزید واضح کیا:

"The veil, though providing neither isolation nor anonymity, bestows facelessness and the idiom of privacy upon its wearer and

---

(1) موطا امام مالک، کتاب الجامع، جلد 1، صفحہ 613

(2) Murphey, Robert F. (Dec., 1964). Social Distance and the Veil. American Anthropologist 66(6) Part 1, 1257-1274.

allows him to stand somewhat aloof from the perils of social interaction while remaining a part of it."(1)

''گو کہ چہرے کا پردہ نہ تو پہننے والی کو علیحدگی دیتا ہے اور نہ گمنامی لیکن اسے بغیر چہرے کے وجود اور پوشیدگی عطا کرتا ہے اور نقاب پہننے والی کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ سماجی واسطوں کے خطرات سے جدا رہتے ہوئے بھی اس کا حصہ بن سکیں۔''

اِسی طرح نامور اسلامی اسکالر سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی کتاب ''پردہ'' میں چہرے کے پردے کے مقاصد پر علم الانسانیت کی روشنی میں درج ذیل الفاظ میں بحث کی:

''جو شخص اسلامی قانون کے مقاصد کو سمجھتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ عقل عام (Common Sense) بھی رکھتا ہے، اس کے لئے یہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں کہ عورتوں کو کھلے چہروں کے ساتھ باہر پھرنے کی عام اجازت دینا اُن مقاصد کے بالکل خلاف ہے جن کو اسلام اس قدر اہمیت دے رہا ہے۔ ایک انسان کو دوسرے انسان کی جو چیز سب سے زیادہ متاثر کرتی ہے وہ اس کا چہرہ ہی تو ہے۔ انسان کی خلقی و پیدائشی زینت، یا دوسرے الفاظ میں انسانی حسن کا سب سے بڑا مظہر چہرہ ہے۔ نگاہوں کو سب سے زیادہ وہی کھینچتا ہے۔ جذبات کو سب سے زیادہ وہی اپیل کرتا ہے۔ صنفی جذب و انجذاب کا سب سے زیادہ قوی ایجنٹ وہی ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے نفسیات کے کسی گہرے علم کی بھی ضرورت نہیں۔ خود اپنے دل کو ٹٹولئے۔ اپنی آنکھوں سے فتویٰ طلب کیجئے۔ اپنے نفسی تجربات کا جائزہ لے کر دیکھ لیجئے۔ منافقت کی بات تو دوسری ہے۔ منافق اگر آفتاب کے وجود کو بھی اپنے مقصد کے خلاف دیکھے گا تو دن دیہاڑے کہہ دے گا کہ آفتاب موجود نہیں۔ البتہ صداقت سے کام لیجئے گا تو آپ کو اعتراف کرنا پڑے گا کہ صنفی

(1) Murphey, Robert F. (Dec., 1964). Social Distance and the Veil. American Anthropologist 66(6) Part 1, 1257-1274.

تحریک (Sex Appeal) میں جسم کی ساری زینتوں سے زیادہ حصہ اس فطری زینت کا ہے جو اللہ نے چہرے کی ساخت میں رکھی ہے۔ اگر آپ کو کسی لڑکی سے شادی کرنی ہو اور آپ اسے دیکھ کر آخری فیصلہ کرنا چاہتے ہوں تو سچ بتائیے کہ کیا دیکھ کر آپ فیصلہ کریں گے؟ ایک شکل اس کے دیکھنے کی یہ ہوسکتی ہے کہ چہرے کے سوا وہ پوری کی پوری آپ کے سامنے ہو۔ دوسری شکل یہ ہوسکتی ہے کہ ایک جھروکے میں وہ صرف اپنا چہرہ دکھا دے۔ بتائیے کہ دونوں شکلوں میں سے کون سی شکل کو آپ ترجیح دیں گے؟ سچ بتائیے کہ سارے جسم کی بہ نسبت چہرے کا حسن آپ کی نگاہ میں اہم ترین نہیں ہے؟

اس حقیقت کے مسلم ہو جانے کے بعد آگے بڑھیے۔ اگر سوسائٹی میں صنفی انتشار اور لامرکزی ہیجانات وتحریکات کو روکنا مقصود ہی نہ ہو، تب تو چہرہ کیا معنی، سینہ اور بازو اور پنڈلیاں اور رانیں سب کچھ ہی کھول دینے کی آزادی ہونی چاہیے، جیسی کہ اس وقت مغربی تہذیب میں ہے۔ اس صورت میں ان حدود وقیود کی کوئی ضرورت ہی نہیں جو اسلامی قانون حجاب کے سلسلہ میں آپ اوپر سے دیکھتے چلے آرہے ہیں۔ لیکن اگر اصل بات اسی طوفان کو روکنا ہو تو اس سے زیادہ خلاف حکمت اور کیا بات ہوسکتی ہے کہ اس کو روکنے کے لئے چھوٹے چھوٹے دروازوں پر تو کنڈیاں چڑھائی جائیں اور سب سے بڑے دروازے کو چوپٹ کھلا چھوڑ دیا جائے۔'' (1)

انسانی چہرہ، جسمانی دلکشی کا سب سے زیادہ پُرکشش حصہ

انسان کی جسمانی دلکشی (Physical Attractiveness) بہت سے اجزاء

(1) پردہ، سید ابوالاعلیٰ مودودی، مطبوعہ لاہور، 1990ء

پر مشتمل ہوتی ہے مثلاً انسانی چہرہ، جسم کی ساخت، بالوں کا سٹائل اور رنگ، لباس، وغیرہ لیکن اُن تمام اجزاء میں سے کشش اور خوبصورتی کے معاملے میں فیصلہ کن اور قطعی جزء کونسا ہوتا ہے؟ عمرانی سائنسدانوں نے اِس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیئے جسمانی دلکشی کے مختلف اجزاء پر تحقیقات کیں۔ ایک ریسرچ جو علم النفسیات کے جریدے Journal of Personality and Social Psychology کے 1984ء کے شمارے میں چھپی، اُس میں اِس بات کا تعین کیا گیا کہ آیا چہرے کی خوبصورتی انسان کی مجموعی دلکشی میں فیصلہ کن کردار ادا کرتی ہے یا جسم کے باقی اعضاء کی خوبصورتی؟ شکاگو کی یونیورسٹی آف الینوائے (University of Illinois) کے پروفیسر کیم ٹی موئیزر (Kim T. Mueser) اور معاون سائنسدانوں نے یونیورسٹی کے اِکیس مردوں کو اِس تحقیق کے لیئے ججوں کے طور پر استعمال کیا اور انہیں 15 سفید رنگت والی عورتوں کی تصاویر دکھائی گئیں۔ مرد ججوں کو بغیر کسی تفریق کے 3 گروپوں میں تقسیم کیا گیا یعنی ہر گروپ میں 7 مرد جج تھے جنہوں نے تجربے میں شامل خواتین کو اُن کی جسمانی دلکشی (Physical Attractiveness) کے حوالے سے نمبر دیئے۔ سفید رنگت والی خواتین کی تصاویر کو تین گروپوں میں تقسیم کیا گیا:

1) پوری عورت کی تصویر
2) عورت کے چہرے کی تصویر
3) عورت کی بغیر چہرے کی تصویر

ہر گروپ میں مرد ججوں کو (7 مرد فی گروپ) خواتین کی ایک ایک تصویر پر دہ سکرین پر 15 سیکنڈ کے لیئے دکھائی جاتی۔ جسمانی دلکشی کے نمبر سائیکالوجی کے 10 پوائنٹ لائکرٹ سکیل (10 Point Likert Scale) کی بنیاد پر دیئے گئے۔ (1)

ماہرنفسیات پروفیسر کیم ٹی موئیز راور انکے معاونین کی تحقیق کے نتائج نے یہ ثابت کیا کہ اس تحقیق میں شامل خواتین کی جسمانی دلکشی کا تعین کرنے والا سب سے اہم جزء اُن کا چہرہ تھا یعنی مرد ججوں نے جسمانی دلکشی کے مرکز ومحور کی حیثیت سے خواتین کے چہرے کو باقی جسم کے مقابلے میں زیادہ نمبر دیئے۔ چنانچہ اس تحقیق سے اُس عام انسانی مشاہدے کو تقویت ملتی ہے کہ بالخصوص خواتین کے معاملے میں اُن کے تمام جسم میں سے کشش اور خوبصورتی کا فیصلہ کرنے والا اُن کا چہرہ ہوتا ہے۔ اگر خواتین کے چہرے کو نامحرم مردوں کی نگاہوں سے چھپا دیا جائے تو اِس طرح سے معاشرے میں مردوں اور عورتوں میں ایک قسم کا سماجی فاصلہ (Social Distance) قائم ہوجاتا ہے اور پھر مردوں کے لیئے خواتین کا جسمانی یا نظری استحصال بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ اِس تحقیق کی روشنی میں خواتین کے نامحرم مردوں سے چہرے کا پردہ کرنے کی حکمت بآسانی سمجھ آسکتی ہے۔

خواتین کے چہرے کا ظاہری دلکشی سے تعلق سمجھنے میں وہ ریسرچ بھی مددگار ثابت ہوسکتی ہے جو مغربی دانشور خاتون فلورنس موناہن (Florence Monahan) نے اپنی کتاب Women in Crime میں بیان کی ہے۔ مِس موناہن نے خود کئی سالوں تک امریکی ریاست کیلیفورنیا، الینوائے اور مینیسوٹا میں خواتین کی جیلوں (female prisons) میں بحیثیتِ انچارج جیلر (warden) کے کام کیا۔ مِس موناہن نے اپنی کتاب میں بیان کیا کہ مغربی معاشروں میں قانونی اعداد وشمار ہمیں بتاتے ہیں کہ عام شکل و صورت کی خواتین کے مقابلے میں خوبصورت خواتین پر جرائم کا الزام کم لگایا جاتا ہے اور انہیں عام شکل وصورت کی خواتین کے مقابلے میں سزائیں بھی کم ملتی ہیں۔ (1)

انسانی چہرہ بندے کی ظاہری عمر اور اسکے نتیجے میں ظاہری خوبصورتی کے معاملے میں

---

(1) Mueser, Kim T., Grau, Barry W., Sussman, Steve & Rosen, Alexander J. (1984). "You're Only as Pretty as You Feel: Facial Expression as a Determinant of Physical Attractiveness." Journal of Personality and Social Psychology 46(2): 469-478.

سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔اس سلسلے میں ایک اہم تجربہ دو خواتین ماہرین نفسیات کیتھلین کورتھیز (Kathleen Korthase) اور آئرین ٹرین ہولم (Irene Trenholime) نے کیا جن کا تعلق امریکی ریاست الینوائے کے ایلم ہرسٹ کالج (Elmhurst College) سے ہے۔یہ تحقیق سائنٹفک جریدے "Perceptual and Motor Skills" کے 1982ء کے شمارے میں چھپی اور اس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ کیا ظاہری عمر اور ظاہری حسن میں الٹی یا معکوس مناسبت (Inverse Proportionality) پائی جاتی ہے یعنی کیا لوگ بوڑھے چہروں کو کم خوبصورت خیال کرتے ہیں؟ اِس تحقیق میں 15 رضا کاروں (subjects) کے 4 گروپ شامل تھے جن میں بڑی عمر کے مرد اور عورتیں بھی تھیں اور جوان لڑکے اور لڑکیاں بھی۔انہوں نے مختلف عمروں کے مردوں اور عورتوں کی بہت سی تصاویر کو جسمانی دلکشی کے معیار پر جانچا۔اس تحقیق میں یہ انکشاف ہوا کہ تجربے میں شامل رضا کار مردوں عورتوں کو جوں جوں بڑی سے بڑی عمر کے مردوں یا عورتوں کی تصاویر کھائی گئیں تو انہوں نے ان تصاویر کو خوبصورتی کے معاملے میں کم سے کم نمبر دیئے۔اس تجربے میں جسمانی دلکشی کی تمام تر بنیاد چہرے کی کشش پر رکھی گئی تھی اور اس تجربے میں جوں جوں عورتوں یا مردوں کی عمریں بڑھیں تو ان کے چہرے کی کشش میں کمی کا رضا کاروں نے مشاہدہ کیا۔خواتین ماہرین نفسیات کیتھلین اور آئرین کی اس تحقیق میں جسمانی دلکشی کا مرکز چہرہ تھا۔عمر بڑھنے سے اُس کے حسن میں زوال آیا جس کی وجہ سے خواتین وحضرات کی مجموعی خوبصورتی میں بھی کمی آئی۔

اِس تحقیق کی روشنی میں یہ بات بآسانی سمجھ آسکتی ہے کہ اسلام نے آخر کیوں بڑی عمر کی خواتین کو (جن کی شادی کی عمر گزر چکی ہو) نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دی ہے جبکہ نوجوان لڑکیوں یا جوان عورتوں کو اِس بات کی اجازت نہیں۔ سورہ النور میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاء اللَّاتِیْ لَا یَرْجُونَ نِکَاحاً فَلَیْسَ عَلَیْهِنَّ

(1) Monahan, Florence. (1941). Women in crime. New York, Washburn.

جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ (سورہ النور: 60)

ترجمہ: اور بڑی بوڑھی عورتوں میں سے وہ جو کہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (اضافی) کپڑے (مثلاً جلباب، نقاب) اتار رکھیں، اس حال میں کہ وہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔)

اوپر بیان کی گئی تحقیق میں ایک اور دلچسپ دریافت یہ بیان کی گئی کہ سب رضا کاروں کا عورتوں کی خوبصورتی کے بارے میں اتفاق رائے تھا جو کہ چہرہ دیکھ کر یہ رائے قائم کر رہے تھے بہ نسبت مردوں کی خوبصورتی کے حالانکہ ان کے بھی صرف چہروں کی تصاویر دکھائی گئی تھیں:

"All the subjects of the study (which included males) showed greater agreement for what constitutes females' physical attractiveness than for what constitutes males' physical attractiveness." (1)

یہ دریافت بھی اس حقیقت کو مزید تقویت پہنچاتی ہے کہ انسان کے مجموعی حسن میں عورتوں کے معاملے میں چہرہ زیادہ اہم کردار ادا کرتا ہے بہ نسبت مردوں کے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے عورتوں کو گھر سے باہر چہرے کے پردے کا حکم دیا ہے۔

زندگی کا شریکِ سفر چننے کے لئے

عورتوں کا معیار کیا ہے/مردوں کا معیار کیا ہے؟

(1) Korthase, Kathleen M. & Trenholme, Irene (1982). "Perceived Age and Perceived Physical Attractiveness." Perceptual and Motor Skills 54: 1251-1258.

اپنی زندگی کے شریک سفر کے انتخاب کے معاملے میں مردوں اور عورتوں کے ذہنوں میں کیا معیار ہوتے ہیں؟ یہاں پر اِسی بات پر بحث ہوگی کہ وہ کیا خصوصیات ہوتی ہیں جو مرد اپنی ہونے والی بیوی میں دیکھنا چاہتے ہیں اور عورتیں اپنے ہونے والے شوہر میں دیکھنا پسند کرتی ہیں۔ بہت سی عمرانی سائنسی تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ اس معاملے میں مردوں کے معیارِ انتخاب عورتوں کے معیار سے بہت زیادہ مختلف ہوتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک اہم ریسرچ ایک مؤقر سائنسی جریدے Evolution & Human Behavior کے مارچ 2001ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ کینیڈا کے صوبے اونٹاریو (Ontario) کی کوئینز یونیورسٹی (Queen's Universtiy) کے عمرانی سائنسدان رابرٹ مانٹگانری (Robert Montgonerie) اور خاتون سائنسدان ڈیبرا ہیوم (Deborah Hume) نے سینکڑوں رضاکاروں (مردوں اور عورتوں) کو جنسِ مخالف کے چہروں کی بہت سی تصاویر دکھائیں اور انہیں ان کی خوبصورتی کی بنیاد پر نمبر دینے کو کہا۔

مردوں اور عورتوں کی تمام تصاویر کسی زیور کے یا میک اَپ کے بغیر تھیں اور اُن کے بالوں کی ایک ہی انداز میں کنگھی کی ہوئی تھی۔ مرد رضاکاروں نے خوش شکل خواتین کی تصاویر کو سب سے زیادہ نمبر دیئے۔ تاہم تحقیق میں شامل خواتین رضاکاروں نے مردوں میں جس چیز کو سب سے زیادہ باعثِ کشش قرار دیا وہ اُن کا چہرہ نہیں بلکہ ان کا عہدہ اور دولتمندی تھی۔ اِس سلسلے میں دوسری شہادت امریکہ کی سب سے نامور یونیورسٹی Harvard Medical School میں نفسیات کی خاتون پروفیسر نینسی ایٹکاف (Nancy Etcoff Ph.D) نے اپنی کتاب Survival of the Prettiest: The Science of Beauty میں دی۔ وہ لکھتی ہیں:

"Men are evaluated by their income and professional status as harshly as women are evaluated by their looks." (1)

(مردوں کو ان کی تنخواہ اور عہدے کی بنیاد پر اتنا ہی سختی سے جانچا جاتا ہے جتنا خواتین کو اُن کے ظاہری حسن کی بناء پر جانچا جاتا ہے)۔

1989ء میں امریکہ کی یونیورسٹی آف مشی گن (University of Michigan) کے شہرت یافتہ ماہر نفسیات اور معروف کتاب The Evolution of Desire کے مصنف ڈیوڈ ایم بس (David M. Buss) نے ایک نہایت وسیع ریسرچ کی۔اُس تحقیق میں انہوں نے دنیا کے چھ براعظموں اور پانچ جزیروں پر واقع 33 ممالک کے 37 مختلف کلچرز میں انسانوں کے اپنے زندگی کے شریکِ سفر تلاش کرنے کے معاملے میں عورتوں اور مردوں کے معیارِ انتخاب (Gender Preference in the Selection of Human Mate) میں فرق کا تجزیہ کیا۔اِس تحقیق میں شامل ممالک میں ایک طرف نیوزی لینڈ اور مغربی جرمنی تھے تو دوسری طرف ایران سے لیکر برازیل تک کے ممالک، چین، انڈیا، امریکہ اور کینیڈا حتیٰ کہ جاپان اور ناٹجیریا تک شامل تھے۔ یہ اپنی نوعیت کی پہلی سٹڈی تھی جو 10,000 سے زیادہ لوگوں کی پوری دنیا کے معاشروں میں اپنا رفیق حیات (مستقبل کا شوہر یا بیوی) کے انتخاب کے معیار پر روشنی ڈال رہی تھی۔اِس جامع تحقیق کے نتائج نے یہ ثابت کیا کہ مردوں نے اپنی ہونے والی بیوی کے انتخاب میں ایسی خصوصیات کو ترجیح دی جن کا تعلق بچہ جننے کی بہترین صلاحیت (Reproductive Capacity) سے ہو جبکہ خواتین نے اپنے ہونے والے شوہر کے اندر دولت اور وسائل حاصل کرنے کی صلاحیت (Resource Acquisition) کو ترجیح دی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے حدیث نبوی میں حضور ﷺ نے مردوں کو ایسی ہی عورتوں سے نکاح کی ترغیب دی جو بہت بچے جننے والی اور بہت محبت کرنے والی ہوں۔

---

(1) Etcoff, Nancy (1999). Survival of the Prettiest: The Science of Beauty. New York, Anchor Books.

تزوجوا الودود الولود فإنی مکاثر بکم الأمم یوم القیامة

(سنن ابی داؤد)

چنانچہ تجرباتی سروے میں کی گئی تمام صفات میں مردوں نے اپنی ہونے والی رفیقہء حیات کے انتخاب میں جوانی اور ظاہری خوبصورتی کو زیادہ اہمیت دی کیونکہ ماہر نفسیات ڈیوڈ بس کے مطابق اِن صفات کا عورت کی زرخیزی اور بچہ جننے کی صلاحیت سے تعلق ہوتا ہے۔اسکے برعکس، تحقیقی سروے میں لسٹ کی گئی تمام صفات (مثلاً خوش شکل ہونا، اعتباری کردار، لوگوں میں بہت گھلنے ملنے والا، پاکدامنی، ذہانت وغیرہ) میں سے خواتین نے اپنے مستقبل کے رفیقِ حیات میں زیادہ اہمیت پیسہ کمانے کی اچھی صلاحیت اور اچھے معاشی مستقبل کو دی۔ یہی خوبی قرآن بیان کرتا ہے کہ مرد عورتوں سے ایک درجہ اوپر ہیں (میاں بیوی کے رشتے میں) کیونکہ وہ پیسہ خرچ کرتے ہیں۔ (سورہ النساء: آیت 34)

یاد رہے کہ اِس تحقیق میں صرف غریب ممالک کی خواتین ہی شامل نہ تھیں بلکہ دنیا کے امیر ترین ممالک کی خواتین بھی حصہ لے رہی تھیں۔ پوری دنیا میں مردوں کی نفسیات ایک جیسی ہے اور عورتوں کی بھی ایک جیسی ہے۔ان نتائج پر بحث کرتے ہوئے ماہر نفسیات ڈیوڈ بس لکھتا ہے:

''خواتین کے مقابلے میں مرد حضرات اپنی رفیقۂ حیات کے چناؤ میں ظاہری حسن اور جوانی کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ دونوں صنفوں میں یہ انتخاب کا فرق حیران کن طور پر تمام کلچرز میں پایا جاتا ہے۔'' (1)

علم الانسانیات کا ماہر (anthropologist) ڈونلڈ سائمونز (Donald Symons) اپنی کتاب The Evolution of Human Sexuality (مطبوعہ نیویارک، 1979) میں نسوانی ظاہری حُسن کی تشریح کرتے ہوئے بتاتا ہے کہ

نسوانی حُسن کے اجزاء میں چہرے کی ملائم جلد، چہرے کے پٹھوں کی لچک، چمکتے بال، چمکتی دمکتی آنکھیں اور مکمل ہونٹ ایسے نقوش ہیں جو عورت کی زرخیزی (fertility) اور بچہ جننے کی صلاحیت کے متعلق سب سے مضبوط اشارہ دیتے ہیں۔ (2)

اسی طرح نیویارک کی سائیراکیوز یونیورسٹی (Syracuse Universtiy) کے علم الانسانیات کے پروفیسر جان مارشل ٹاؤن سینڈ (John Marshall Townsend, Ph.D.) نے دو قسم کی تصاویر پردۂ سکرین پر جوان خواتین کو دکھائیں اور اُن سے فرضی سوال پوچھا کہ وہ اُن تصاویر میں سے اپنے شریک سفر کے لیئے کس کا انتخاب کریں گی۔ اِس تجربے میں خواتین نے اپنے شریک سفر کے لیئے مردوں کے چہروں پر توجہ نہ دی بلکہ عام شکل و صورت یا بدصورت مردوں کو اُن کے عہدوں کے حوالے سے شریک سفر کے لیئے منتخب کیا۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اُن خواتین نے ایسے خوش شکل مردوں کو اپنے شریک سفر کے لیئے منتخب نہ کیا جو ریسٹورانٹ کے ملازموں کے لباس میں ملبوس تھے۔ چانچہ ڈاکٹر ٹاؤن سینڈ لکھتے ہیں کہ بچوں کی کہانیوں والی شہزادی سینڈریلا (Cinderella) کے زمانے سے لیکر آج تک کچھ بدلا نہیں کیونکہ آج بھی مرد حضرات اپنی رفیق سفر کے انتخاب میں عورت کے چہرے کے حسن کو اہمیت دیتے ہیں جبکہ عورتیں اپنے شریک سفر کے لئے مردوں کے چہروں پر توجہ نہ دیتیں بلکہ اُن کے عہدے یا دولت کمانے کی صلاحیت کو اہمیت دیتی ہیں۔ (1)

ڈاکٹر ٹاؤن سینڈ کی تحقیق اور ڈیوڈ بس (David Buss) کی دنیا کے 33 مختلف ممالک کے 37 کلچرز میں رفیقۂ حیات کے انتخاب کے معیار پر تحقیق سے ہمیں اسلامی

---

(1) Buss, D. M. (1989). "Sex differences in human mate preferences: Evolutionary hypotheses tested in 37 cultures." Behavioral and Brain Sciences 12: 1-49.

(2) Symons, D. (1979). The Evolution of Human Sexuality. New York, Oxford University Press.

شریعت کا منشا سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آنی چاہئے کہ اسلام نے عورت کو نامحرم مردوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم کیوں دیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

يَـا أَيُّهَـا الـنَّبِـيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ط ذٰلِكَ أَدْنٰى أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوراً رَّحِيْماً (سورہ الاحزاب: ۵۹)

''اے نبی ﷺ، اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔ یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔''

ڈاکٹر مارشل ٹاؤن سینڈ کی کتاب کا دوسرا حصہ بھی بہت دلچسپی کا حامل ہے جس میں انہوں نے 50 میڈیکل کالجز کے طالبعلموں کے تفصیلی انٹرویو کیئے جن میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل تھے۔ اُن انٹرویوز میں 85 فیصد مردوں نے بتایا کہ ان کے لیئے اپنی رفیقۂ حیات کے انتخاب میں ظاہری خوبصورتی سب سے صفت اہم ہے جبکہ صرف 10 خواتین نے اپنے ہونے والے شوہر کے انتخاب کے لیئے اس صفت کو اہمیت دی۔ مزید برآں اِس تفصیلی سروے میں ایک بھی میڈیکل کالج کی طالبہ نے ایسے مرد سے شادی کے لیئے آمادگی کا اظہار نہیں کیا جو اُس لڑکی سے کم پیسہ کماتا ہو۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ میڈیکل کالج کی ایک تہائی لڑکیوں نے ڈاکٹر ٹاؤن سینڈ کے انٹرویو میں بتایا کہ وہ ایسے مرد سے شادی کی خواہشمند ہیں جس کے ساتھ رہتے ہوئے انہیں حفاظت اور امن کا احساس ہو۔

---

(1) Townsend, John Marshall (1998). What Women Want - What Men Want: Why the Sexes Still See Love and Commitment So Differently. New York, Oxford University Press.

"A third of the women medical college students said they wanted a man (husband) who made them feel protected and secure." (1)

اللہ تعالیٰ انسانوں کا خالق ہے اور مردوں عورتوں کی فطرت سے بخوبی واقف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جن خصوصیات کی وجہ سے مرد کو گھر کی سربراہی بخشی ہے وہ یہی دو صفات ہیں جو اُن تمام خواتین نے اپنے ہونے والے شوہروں میں دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا یعنی مردوں کا محافظ ہونا اور اپنے گھر کا نان نفقہ حاصل کرنے کے لئے معاشی وسائل اُس کے پاس ہونا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَبِمَا أَنفَقُواْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ (سورہ النساء: ۳۴)

''مرد عورتوں پر قوام ہیں، اس بنا پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے، اور اس بنا پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

(قوام یا قیم اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی فرد یا ادارے کے معاملات کو درست حالت میں چلائے اور اس کی حفاظت اور نگہبانی کرنے کا ذمہ دار ہو۔ دوسری صفت مال کمانے کی صلاحیت ہے)

عورتیں فطرتاً مردوں کا اُن کی طرف گھورنا پسند نہیں کرتیں

(You can feel them looking at you - women by their nature do not like men to stare at them.)

شرم و حیا عورت کے وجود میں اس قدر رچی بسی ہوتی ہے کہ عورتیں یہ پسند نہیں

(1) Townsend, John Marshall (1998). What Women Want - What Men Want: Why the Sexes Still See Love and Commitment So Differently. New York, Oxford University Press.

کرتیں کہ مردان کے چہرے یا جسم کی طرف گھوریں۔عمرانی سائنسی ریسرچ نے یہ ثابت کیا ہے کہ جب اجنبی مرد اُن کی طرف نظر بازی کریں تو اکثر عورتیں اپنے آپ کو مردوں کی نگاہوں کا ایک کھلونا محسوس کرتی ہیں ۔ اس سلسلے میں ایک اہم تحقیق مغربی آسٹریلیا کے صوبے پرتھ کی ایڈتھ کوون یونیورسٹی (Edith Cown University) نے Ownership of Space کے عنوان سے 1995ء میں شائع کی۔ یونیورسٹی کے شعبۂ علم تفریح (Department Leisure Sciences) کی خاتون عمرانی سائنسدان کینڈی جیمس (Kandy James) نے کمیونٹی کے پبلک اور پرائیویٹ مختلف تفریحی مقامات پر لڑکیوں کے رویے (attitudes of girls) کا مطالعہ کیا اور اُسے جانچا۔ (1)

اِس تحقیق میں مغربی آسٹریلیا کے معاشرتی اور معاشی لحاظ سے دس مختلف ہائی سکولوں کی پندرہ برس کی عمر کی 276 لڑکیوں پر سروے کیا گیا کہ وہ 20 مختلف قسم کے تفریحی مقامات پر کیسا محسوس کرتی ہیں۔اِس ریسرچ میں یہ انکشاف ہوا کہ وہ جگہیں جہاں لڑکیاں اپنی ذات کے متعلق سب سے زیادہ چوکنی (self-conscious) ہو جاتی ہیں وہ اپنی ترتیب کے لحاظ سے یہ ہیں:

باسکٹ بال کے کورٹ، عوامی تیراکی کرنے کی جگہیں، ہیلتھ کلب یعنی جمنازیم اور ساحل سمندر۔

اِس تحقیق کی ایک بہت دلچسپ دریافت یہ تھی کہ لڑکیوں کی پبلک تفریحی مقامات پر جانے کی ترتیب اُس صورت میں بالکل مختلف تھی اگر اُنہیں علم ہو کہ وہاں لڑکے موجود نہ ہوں گے۔ ڈاکٹر کینڈی نے مشاہدہ کیا کہ لڑکیوں نے اُنہی پبلک تفریحی مقامات کو اپنا پسندیدہ قرار دیا (جن کے متعلق وہ وہاں مردوں کی موجودگی کی صورت میں خوف زدہ تھیں)، بشرطیکہ وہاں مرد موجود نہ ہوں۔ (1)

---

(1) James, Kandy (1995). Ownership of space: Its impact on recreational participation of young women. Perth, Western Australia, Edith Cowan University, Dept. of Leisure Sciences.

اسی طرح ایک دوسری تحقیق آسٹریلیا کے ادارے Girls in Space Consortia نے 1997ء میں شائع کی جس میں آسٹریلیا کے شہر برسبین (Brisbane) میں جوان خواتین کے تفریحی مقامات سے تعلق کا تجزیہ کیا گیا تو یہ پتہ چلا کہ ایسے تفریحی مقامات جہاں اجنبی مرد موجود ہوں وہاں لڑکیوں کو اپنے ساتھ ظلم یا زیادتی ہونے کا خطرہ محسوس ہوتا رہتا ہے۔(2)

اِس ریسرچ کو مزید تقویت دینے والی ایک دوسری تحقیق (follow-up study) جو Journal of Leisure Research کے 2000ء کے شمارے میں شائع ہوئی، ڈاکٹر کینڈی نے تیراکی کے مقامات (swimming pools) پر لڑکیوں کے احساسات کا تجزیہ کیا یعنی لڑکیوں کو وہاں ناگواری کا احساس کیوں ہوتا ہے اور وہ اس احساس ناگواری پر قابو پانے کے لیئے عملی طور پر پول پر کیا اقدامات کرتی ہیں؟ اکثر لڑکیوں کے لیے اس بات کا احساس کہ لڑکے انہیں دیکھ رہے ہیں، ان کی بے چینی میں اضافہ کرتا تھا۔اس تحقیق میں شامل ایک لڑکی جسکا نام کرسٹا (Krista) تھا، اُس نے ڈاکٹر کینڈی کے سامنے اس بات کا اعتراف کیا کہ وہ تیراکی کی کلاس میں عجیب اجنبیت محسوس کرتی تھی۔اس نے بتایا:

''مجھے محسوس ہوتا تھا کہ لوگ میری طرف گھور رہے ہیں۔ مجھے اپنے تیراکی کے لباس سے شروع سے نفرت ہے۔ مجھے اس بات سے نفرت ہے کہ لوگ میری ٹانگوں کو دیکھیں اور میرے بازوؤں پر نگاہیں ڈالیں اور میرے جسم کو دیکھیں۔''

ریسرچ میں شامل دوسری لڑکی جس کا نام وینیسا (Venessa) تھا، اُس کے لیئے مخلوط

---

(1) Kandy (1998). "Deterrents to active recreation participation: Perceptions of year 10 girls." Health Promotion Journal of Australia 8(3): 183-189.

(2) Girls in Space Consortia (1997). Phase 1 report for the girls in space consortia research: A Project investigating young women's relationships to public space in Brisbane. Brisbane, Backbone Youth Arts Inc.

سوئمنگ پول انتہائی شرمندگی کا باعث تھے۔اُس نے بتایا:

''مجھے پول پر جانے سے نفرت ہے .....میں لڑکوں کی موجودگی میں بہت عجیب محسوس کرتی ہوں۔''

وال (Val) نامی ایک تیسری لڑکی نے اُن لڑکیوں کے متعلق فکرمندی کا اظہار کیا جنہیں اجنبی مرد دیکھ رہے ہوں۔گو کہ ایک محدود تعداد ایسی لڑکیوں کی بھی تھی جنہیں "achievers" کے گروہ میں شامل کیا گیا تھا کیونکہ وہ اپنے آپ کو نسا ءمترجلات (مردانہ صفات والی لڑکیاں)(tomboys) قرار دیتی تھیں اور اُنہیں لڑکوں کی موجودگی میں سوئمنگ پولز پر کوئی شرمندگی محسوس نہیں ہوتی تھیں تاہم لڑکیوں کی اکثریت یا تو ''سمجھوتہ کرنے والیاں'' (compromisers) تھیں یعنی وہ لڑکیاں جو لڑکوں کی موجودگی میں اپنے جسم کو ڈھکنا پسند کرتی تھیں یا پھر ''گریز کرنے والیاں'' (avoiders) تھیں جو کہ لڑکوں کی موجودگی میں سوئمنگ پول جانا ہی نہیں چاہتی تھیں۔اِس تجربے میں لڑکیوں کا سب سے بڑا گروپ یعنی "compromisers" اُن لڑکیوں پر مشتمل تھا جو لڑکوں کی موجودگی میں سخت خلجان اور شرمندگی محسوس کرتی تھیں چنانچہ ڈاکٹر کینڈی (James Kandy) کے الفاظ میں اُن لڑکیوں نے آخری لمحے تک اپنے جسموں کو ڈھکے رکھنے کے لیے ایک حکمت عملی (Strategy) ایجاد کی۔ڈاکٹر کینڈی لکھتی ہیں:''(سوئمنگ پول پر) اکثر لڑکیاں یہ کرتیں کہ اپنے جسموں کو ایک بڑے سے کپڑے کے ذریعے آخری لمحے تک ڈھک کر رکھتیں اور جب وہ پانی میں چھلانگ لگانے لگتیں تو وہ اِس تیزی سے بڑے کپڑے کو پھینک دیتیں کہ کسی مرد کو اُن کو سوئمنگ کے لباس میں دیکھنا ممکن نہ ہوتا۔'' (1)

ڈاکٹر کینڈی کے مطابق لڑکیاں، لڑکوں کی موجودگی میں اتنی شرمندگی محسوس کرتی تھیں کہ انٹرویو میں شامل اکثر لڑکیوں نے بتایا کہ

''انہیں پانی میں ڈوب جانے کی اتنی فکر نہیں جتنی اس بات کی کہ مرد اُن کی

طرف گھورتے ہیں۔''

اسی طرح 1999ء میں ڈاکٹر جیمس کینڈی کی ایک اور ریسرچ ACHPER Healthy Lifestyles Journal میں شائع ہوئی۔اس تحقیق کا عنوان تھا:

I felt really embrassed in front of the guys! Adolescent girls and informal school basketball.

(میں لڑکوں کے سامنے بہت شرمندگی محسوس کرتی ہوں: نوجوان لڑکیاں اور سکول باسکٹ بال)۔

اِس تحقیق کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ لڑکیاں آخر کیوں لڑکوں کی موجودگی میں باسکٹ بال کھیلنا پسند نہیں کرتیں۔اصل سروے میں شامل تقریباً آدھی لڑکیوں نے اس خیال کا اظہار کیا کہ سکولوں کو چاہیے کہ لڑکیوں کے کھیلنے کے لیے علیحدہ میدان (separate-sex) ہونے چاہئیں جہاں لڑکے انہیں نہ دیکھ رہے ہوں۔تحقیق میں شامل بیتھ (Beth) نامی ایک آسٹریلوی لڑکی نے ڈاکٹر کینڈی کے سامنے اس بات پر زور دیا کہ وہ اس بات کے حق میں ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ ہونا چاہیے کیونکہ ''وہ ایسی بہت سی لڑکیوں کو جانتی ہے جو باسکٹ کو بہت پسند کرتی ہیں لیکن وہ جا کر لڑکوں کے ساتھ یا ان کی موجودگی میں نہیں کھیلنا چاہتیں۔'' (1)

کیی (Kaye) نامی ایک دوسری لڑکی نے ڈاکٹر کینڈی کے سروے میں بتایا: ''لڑکوں اور لڑکیوں کو علیحدہ رکھنا بہتر ہے اگر آپ سنجیدگی کے ساتھ ورزش کرنا چاہتی ہیں اور فٹ رہنا چاہتی ہیں اور یہ آپ کبھی نہ چاہیں گی کہ مرد آپ کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھ رہے ہوں۔'' (1)

---

(1) James, Kandy (2000). ""You can feel them looking at you": The experiences of adolescent girls at swimming pools." Journal of Leisure Research 32(2): 262-280.

یہ چیز کسی ایک یورپین ملک تک محدود نہیں۔ 1998ء کے موسم گرما میں Journal of Lesisure Research میں امریکہ کی نوجوان لڑکیوں کے بیرونی رویے پر ایک ریسرچ شائع ہوئی۔ خاتون محقق روکلین کلپ (Rocklynn Culp) نے یہ دریافت کیا کہ اُس تحقیق میں شامل تمام امریکی لڑکیوں کا اس بات پر اتفاق رائے تھا کہ گھروں سے باہر کے تفریحی پروگراموں میں لڑکیوں کی شرکت اُس صورت میں بہت بڑھ جائے گی اگر وہ مخلوط نہ ہوں بلکہ لڑکیوں کے لیئے علیحدہ ہوں۔ ریسرچ میں شامل ایک لڑکی نے بتایا:

''اگر کھیلوں یا تفریحی پروگرام میں صرف لڑکیاں ہوں گی اور میں چند لڑکیوں کو کوئی کھیل کرتا دیکھوں گی تو مجھے اعتماد ہوگا کیونکہ وہ سب لڑکیاں ہیں اور میں بھی لڑکی ہوں اور میں سوچوں گی کہ میں یہ کر سکتی ہوں بجائے اِس کے کہ میں لڑکوں کو کوئی کھیل کرتا دیکھوں تو پھر مجھے اپنے اوپر اعتماد نہیں رہے گا۔'' (2)

یہ ٹھیک ہے کہ اوپر بیان کی گئی سوئمنگ پول میں لڑکیوں کی شمولیت والی ریسرچ میں لڑکیوں نے تیراکی کے لباس پہنے ہوئے تھے جن میں وہ نہیں چاہتی تھیں کہ لڑکے انہیں دیکھیں لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ ریسرچ ایک مغربی سیکولر ملک میں کی گئی جس میں بچپن سے تیراکی کے لباس پہنا کر اور بیشمار دوسرے طریقوں سے لڑکی کے اندر سے شرم وحیا کی حس کو ختم کیا جاتا ہے۔ وہ لڑکیاں بچپن سے جتنی آزادی کے ماحول میں آنکھیں کھولتی ہیں، اُن تمام باتوں کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ اِن تحقیقات میں شامل لڑکیوں کی اکثریت مخلوط ماحول کو پسند نہیں کرتیں۔ انہیں یہ پسند نہیں کہ مرد اُن کے جسم کی طرف گھوریں۔ ایک لڑکی کے الفاظ میں:

"You can feel them looking at you"

(1) James, Kandy (1999). ""I feel really embarrassed in front of the guys!": Adolescent girls and informal school basketball." ACHPER Healthy Lifestyles Journal 46(4): 11-16.

(2) Culp, Rocklynn H. (Summer 1998). "Adolescent girls and outdoor recreation: a case study examining constraints and effective programming." Journal of Leisure Research 30(3): 356-379.

(تم محسوس کرو گی کہ مرد تمہیں گھور رہے ہیں)

اُن لڑکیوں کی اکثریت نے اِس بات کو ترجیح دی بلکہ یہ کوشش کی کہ مردوں کے سامنے اپنے جسموں کو ڈھانپ لیں۔ چنانچہ انہوں نے تماشائیوں کی نگاہوں سے ''حجاب'' کرنے یعنی چھپنے یا اُوجھل ہونے کی کوشش کی۔آخر اسلام بھی تو خواتین کو یہی درس دیتا ہے کہ وہ گھر سے باہر اپنے جسموں کو حجاب سے ڈھانکیں بالخصوص نامحرم مردوں کی موجودگی میں۔ دراصل شرم و حیا، عورت کی فطرت کا حصہ ہے۔چاہے وہ مشرق کی عورت ہو یا مغرب کی اور اُس کے اظہار کا فطری طریقہ وہی ہے جو اسلام نے سکھایا ہے یعنی اپنا پورا جسم نامحرم مردوں کے سامنے چھپانا۔

مردوں کی نگاہوں سے بچاؤ عورتوں کو احساسِ کمتری سے بچاتا ہے۔عمرانی سائنسی ثبوت

عمرانی نفسیاتی ماہرین (social psychologists) کی ریسرچ اِس بات کا ثبوت فراہم کرتی ہے کہ مخلوط ماحول میں جہاں عورتیں مردوں کی نگاہوں سے محفوظ نہ ہوں وہاں پر وہ اپنی ذات کو اپنے حسن کی بنا پر جانچتی ہیں۔مخلوط ماحول بمقابلہ غیر مخلوط ماحول کو سمجھنے کے لیے ایک اچھا تجرباتی ماڈل کو ایجوکیشن (co-education) سکول بمقابلہ غیر مخلوط سکول ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہی چیز محققین نے شمالی آئرلینڈ میں دریافت کی۔دو ماہرین نفسیات گرین لیز (Gran Leese) اور سٹیفن (Stephen) نے آئرلینڈ کے شہر بیلفاسٹ (Belfast) کے بعض حصوں پر اپنی ریسرچ کی۔انہوں نے کو ایجوکیشن سکولوں اور غیر مخلوط سکولوں میں لڑکیوں کی عزتِ نفس (self-esteem) کا مطالعہ کیا۔دو قسم کے سکولوں کی لڑکیوں کے درمیان تعلیمی یا معاشی و سماجی سٹیٹس کے لحاظ سے کوئی فرق نہ تھا۔

گرین لیز اور سٹیفن نے دو قسموں کے سکولوں (یعنی کوایجوکیشن اور علیحدہ ایجوکیشن) کی لڑکیوں سے اپنے انٹرویوز میں متعدد سوالات کئے، مثلاً۔

☆ کیا آپ اچھی طالبہ ہیں؟
☆ کیا آپ کی بہت سی سہیلیاں ہیں؟
☆ کیا آپ کھیلوں میں اچھی ہیں؟
☆ کیا آپ سمجھتی ہیں کہ آپ خوبصورت ہیں؟
☆ کیا آپ کے والدین کی نوکریاں (jobs) باعزت قسم کی ہیں؟

پھر ہر لڑکی کے جوابات کا اُس کی عزت نفس کے پیمانے کے ساتھ باہمی تعلق ایک علیحدہ فہرست (separate inventory) کی مدد سے پیمائش کیا گیا۔ اِس سروے کے نتائج نے یہ ثابت کیا کہ کوایجوکیشن سکولوں میں لڑکیاں اپنی عزت نفس کی بنیاد صرف اس بات رکھتی ہیں کہ وہ نظر کیسی آتی ہیں، کیا وہ خوبصورت ہیں یا نہیں؟ اس سے فرق نہیں پڑتا چاہے وہ کلاس میں "A" گریڈ لے رہی ہیں یا کلاس فیل کر رہی ہیں۔ چاہے ان کی بہت سی سہیلیاں ہیں یا نہیں وغیرہ۔ تحقیق کے مطابق کوایجوکیشن سکولوں میں پڑھنے والی لڑکیوں کے لیئے سب سے اہم مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ کیسی نظر آتی ہیں (How they look?)۔ یہ نہیں کہ اُن کا اخلاق کیسا ہے یا اُن کی شخصیت کیسی ہے؟ اسکے برعکس، غیر مخلوط سکولوں (single-sex schools) کی لڑکیاں اپنی عزت نفس کی بنیاد صرف اس بات پر نہیں رکھتیں کہ کیا وہ خوبصورت ہیں یا نہیں بلکہ ان کے لیئے یہ بھی اہم ہوتا ہے کہ ان کا اخلاق اچھا ہے یا برا، اُن کی اسکول میں تعلیمی کارکردگی کیسی ہے، اُنکی فیملی کے معاشی حالات کیسے ہیں اور اسی طرح کے دیگر عوامل۔ (1)

چنانچہ اِس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مخلوط محفلوں میں لڑکیاں اور خواتین اپنی ظاہری وضع اور خوبصورتی کے متعلق ضرورت سے زیادہ باشعور ہو جاتی ہیں کیونکہ انہیں

احساس ہوتا ہے کہ مردوں کی نگاہیں انہیں دیکھ رہی ہیں چنانچہ ایسی محفلوں میں عورتوں کے احساس کمتری کا شکار ہونے کے زیادہ امکانات ہوتے ہیں کیونکہ وہ اپنی عزت نفس کی بنیاد اپنے ظاہری حسن کی بنا پر رکھتی ہیں۔ اِس کے مقابلے میں عورتوں مردوں کی علیحدہ محفلوں میں لڑکیاں اپنی عزت نفس کی بنیاد اپنی شخصیت کے دوسرے اور گہرے پہلوؤں پر رکھتی ہیں مثلاً اخلاق، کردار، ذہانت وغیرہ۔

مندرجہ بالا تحقیق اس سلسلے میں کوئی اکیلی تحقیق نہیں بلکہ بہت سی دوسری تحقیقات بھی یہی بتاتی ہیں کہ مخلوط ماحول (mixed-gender environment) لڑکیوں میں احساس کمتری اور اپنے جسم اور چہرے کے ظاہری حسن کے متعلق حد سے بڑھا ہوا شعور پیدا کرتا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ امریکہ کی مشہور جان ہاپکن یونیورسٹی (John Hopkins University) کے سوشیالوجسٹ جیمس کول مین (James Coleman) نے یہی دریافت کئی سال پہلے کی تھی جب انہوں نے امریکہ کے بہت سے کوایجوکیشن سکولوں اور غیر مخلوط سکولوں کے طالبعلموں کے انٹرویوز کیئے اور اپنے مشاہدات اپنی کتاب "The Adolescent Society: The Social Life of the Teenager" (مطبوعہ نیویارک، 1961ء) میں ریکارڈ کیئے۔ کول مین نے یہ انکشاف کیا کہ کوایجوکیشن سکولوں میں طالبعلموں بالخصوص لڑکیوں کو سب سے زیادہ فکر اِس بات کی ہوتی ہے کہ کون لڑکی سب سے زیادہ خوبصورت ہے اور کون لڑکی سب سے زیادہ ہر دلعزیز ہے۔ جب کوایجوکیشن سکولوں کی لڑکیوں سے پوچھا گیا کہ مستقبل میں وہ کون سا پیشہ اختیار کرنا چاہیں گی تو انہوں نے فیشن ماڈل یا فلم ایکٹرس بننے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اسکے برعکس، غیر مخلوط سکولوں (Single-sex schools) کی لڑکیوں نے مستقبل میں بزنس یا سائنس کے پیشوں میں جانے کے عزائم کا اظہار کیا۔

کول مین کی ریسرچ کے مطابق کوایجوکیشن سکولوں کی مخلوط فضا میں لڑکیاں اپنی

---

(1) Granleese, Jacqueline & Stephen, Joseph (Dec. 1993). "Self-perception Profile of Adolescent Girls at a Single-sex and a Mixed-sex School." Journal of Genetic Psychology 154(4): 525-530.

ظاہری خوبصورتی کے متعلق بہت زیادہ حساس ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ لڑکیاں یہ محسوس کرنا شروع کر دیتی ہیں کہ دوسروں سے مقابلہ کرنے کی واحد بنیاد یا سب سے اہم بنیاد یہی یہ ہے۔ کوایجوکیشن سکولوں میں لڑکیاں جب لڑکوں کی نگاہوں (male gaze) کا شکار ہوتی ہیں تو اُن کی نفسیات پر اِس چیز کے گہرے نقوش مرتب ہوتے ہیں۔ پھر وہ لڑکیاں اپنی ذات کے معاملے میں کم ہی مطمئن ہوتی ہیں اور نتیجتاً احساس کمتری (inferiority complex) کا شکار ہو جاتی ہیں بالخصوص جبکہ وہ یہ خیال کرتی ہوں کہ وہ اپنی ہم عمر دوسری لڑکیوں جتنی خوبصورت نہیں۔ کول مین رقمطراز ہے:

''لڑکوں کے درمیان مقبول ہونے پر زور دینے کے لڑکیوں پر اور بھی بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں جن کے متعلق ہمیں ابھی بہت کم علم ہے۔ اُن اثرات میں سے ایک اثر اُس لڑکی کے اپنے متعلق احساسات سے متعلق ہے۔'' (1)

کول مین اپنی تحقیق کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے مزید لکھتے ہیں:

''یہ عام طور پر فرض کر لیا جاتا ہے کہ لڑکوں، لڑکیوں کا اسکول میں ایک ساتھ ہونا بہتر ہے، اگر ان کی تعلیمی ترقی کے لیئے نہیں تو کم از کم ان کی سماجی نشوونما کے لیئے لیکن یہ صحیح نہیں۔ کوایجوکیشن تعلیمی ترقی اور سماجی نشوونما دونوں کے لیئے نقصان دہ ہو سکتی ہے ..... لڑکوں لڑکیوں کو ایک سکول میں جمع کر دینا کوئی نارمل اور صحتمند چیز نہیں۔ یہ چیز زندگی میں موافقت پیدا نہیں کرتی۔ دراصل جیسا کہ اعداد و شمار بتاتے ہیں، یہ چیز زندگی میں ناموافقت پیدا کرتی ہے۔ جب لڑکی مستقل میں ماڈل گرل یا گلوکارہ یا فلم ایکٹرس بن کر نکلتی ہے۔'' (1)

سکول سے ہٹ کر صرف نفسیاتی اعتبار سے بھی دیکھا جائے تو لڑکیوں کی صلح جو نفسیات ہی ایسی ہوتی ہے کہ مخلوط ماحول میں نامحرم مردوں کے درمیان آزادانہ اختلاط

---

(1) Coleman, James S. (1961). The Adolescent Society: The Social Life of the Teenager and its Impact on Education. New York, The Free Press.

(free mixing) سے ان کو نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔ کے بی ہو ینگا (K.B. Hoyenga) اپنی کتاب Sex Diffferences میں بیان کرتے ہیں کہ بچوں اور نوجوانوں پر تجربات نے یہ ثابت کیا ہے کہ لڑکیوں کے لیئے کامیابی کا معیار اچھے نمبر لینا نہیں ہوتا بلکہ سماجی کامیابی ہوتی ہے۔ اکثر اوقات لڑکیوں کو اِس بات کی فکر نہیں ہوتی کہ لوگ اُن کی تعلیمی کامیابی کے متعلق کیا سوچیں گے بلکہ یہ فکر ہوتی ہے کہ لوگ اُن کے بارے میں کیا سوچیں گے۔ (2)

یہ تمام تحقیقات صرف غیر مخلوط تعلیم کی برتری ہی ثابت نہیں کرتیں بلکہ اِس بات کا ثبوت بھی فراہم کرتی ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو نامحرم مردوں کے سامنے چہرہ چھپانے (نقاب کرنے) کا جو حکم دیا ہے، اس سے دراصل خواتین کی خود اعتمادی کے احساس میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے چہروں اور اپنی خوبصورتی کو نقاب سے چھپانے کے بعد مسلم خواتین کو مردوں کی نگاہوں کا نشانہ بننے کا احساس نہیں ہوتا چنانچہ اسلامی حجاب خواتین کو احساس کمتری (inferiority complex) سے نجات دلاتا ہے۔ چہرے کا پردہ کر کے مسلم خواتین کو اِس کی فکر نہیں کرنی پڑتی کہ نامحرم یا اجنبی مرد اُن کے متعلق کیا سوچتے ہوں گے۔

باب نمبر 2

(1) Coleman, James S. (1961). The Adolescent Society

(2) Hoyenga, K.B. & Hoyenga, K. (1980). Sex Differences. Boston, Little Brown and Company.

نقاب کرنے کے میڈیکل فوائد

اسلام کا ہر حکم سرتا پا حکمت پر مبنی ہے اور اُس کا مقصد لوگوں کو نفع پہنچانا ہے۔علامہ عزالدین بن عبدالسلام نے فرمایا تھا کہ شریعت کے تمام احکام کے بنیادی مقاصد صرف دو ہیں:

جَلْبُ الْمَصَالِح وَدَرْءُ الْمَفاسِد.

(لوگوں کو فائدہ پہنچانا اور لوگوں سے نقصان کو دور کرنا)

اسلام کے معاشرتی نظام کے متعلق احکامات میں ایک بنیادی حکم عورتوں کا نامحرم مردوں کے ساتھ یا گھر سے باہر پبلک مقامات پر چہرے کا پردہ کرنے کا ہے۔ نقاب پہننے سے عورتوں کو بہت سے میڈیکل فوائد حاصل ہوتے ہیں جن پر یہاں بحث کی جائے گی۔

میڈیکل ماسک یا ''میڈیکل نقاب''

یہ ایک معلوم بات ہے کہ سانس کے انفیکشنز سے بچاؤ کے لیے ڈاکٹر حضرات لوگوں کو چہرے کا ماسک (Face-Mask) استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ Fase-Mask پہننے سے سانس لینے والی ہوا صاف ہوکر پھیپھڑوں میں جاتی ہے۔سینے کی اکثر و بیشتر بیماریاں چھوت کی ہوتی ہے۔ زکام، نزلہ، سوائن فلو وغیرہ سبھی ایک سے دوسرے کو لگتی ہیں۔یہی حال تپ دق، چیچک، کھانسی، خسرہ، خناق وغیرہ کا ہے۔سانس کی بیماریوں کے مریض جب بات کرتے ہیں تو ان کی سانس کے ساتھ ہزاروں جراثیم بھی نکلتے

ہیں جو مخاطب کی سانس میں شامل ہو کر اُس کے جسم کے اندر جا کر اُسے بھی بیمار کر سکتے ہیں۔ جدید میڈیسن میں اِس عمل کو Droplet infection کہتے ہیں۔ خاص طور پر بھیڑ بھاڑ سے وائرس زیادہ لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ پبلک مقامات جہاں کافی لوگ جمع ہوں، سانس کی بیماریوں کے پھیلاؤ کا باعث ہو سکتے ہیں۔

میڈیکل ماسک (Medical face mask) کی طرح نقاب بھی سانس لینے سے پہلے ہوا کو صاف کرتا ہے۔ مزید یہ کہ نقاب باہر کے گرد و غبار اور سڑکوں پر گاڑیوں کے دھوئیں (car exhaust) سے حفاظت کرتا ہے اور ہوا میں موجود کثافتوں کو فلٹر کر دیتا ہے۔

آج جبکہ سوائن فلو (swine flu) کی مہلک وبا کا خطرہ پوری دنیا کے سر پر منڈلا رہا ہے، میڈیکل ماہرین لوگوں کو پبلک جگہوں پر اپنے چہروں پر میڈیکل ماسک پہننے کا مشورہ دے رہے ہیں۔ امریکہ کے Center for Disease Control & (CDC) Prevention نے انفلوئنزا اے (H1N1) وائرس سے بچاؤ کے متعلق جو ہدایات شائع کی ہیں اُن میں لکھا ہے: ''چہرے کے ماسک (Face masks) کی مدد سے اُسکا پہننے والا اِس چیز سے محفوظ رہتا ہے کہ جراثیم اُس کے ناک یا منہ میں داخل ہوں۔'' (1)

گو کہ چہرے کے ماسک (Face mask) کے فوائد کے متعلق باضابطہ سائنسی تحقیقات کم ہوئی ہیں تاہم حال ہی میں یونیورسٹی آف نیو ساؤتھ ویلز (University of New South Wales) کی ایک تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ چہرے کے ماسک (Facemask) سے چہرے کو چھپانے سے سانس کے انفیکشنز (respiretory infections) کے امکانات 75 فیصد تک کم ہو جاتے ہیں۔ امریکہ کے محکمہ CDC کے جریدے "Emerging Infections Diseases" کے فروری 2009ء کے شمارے میں

(1) Centers for Disease Control and Prevention (2009) "Interim Recommendations for Facemask and Respirator Use to Reduce 2009 Influenza A (H1N1) Virus Transmission". Atlanta, Georgia.

اِس ریسرچ کے نتائج شائع ہوئے۔اِس تحقیق کی سربراہی ایک خاتون سائنسدان کر رہی تھیں جن کا نام رائنا میک انٹائر (Raina MacIntyre) جو یونیورسٹی کے محکمہ عوامی ہیلتھ (school of public health) کی سربراہ بھی ہیں۔یونیورسٹی کی پریس ریلیز میں پروفیسر رائنا نے کہا:

"We now have provided that evidence. Masks play an important role in reducing transmission if they are worn properly. There is no effective treatment for the 90 or so common cold viruses that make families sick each winter, but masks could provide simple and effective protection." (2)

''اب ہم نے ثبوت مہیا کر دیا ہے اگر ماسک (میڈیکل نقاب) صحیح طرح پہنے جائیں تو یہ بیماری کی ترسیل روکنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔نزلہ زکام کے 90 سے زیادہ مختلف قسم کے وائرس ہیں جو ہر سال موسم سرما میں خاندانوں کو بیمار کرتے ہیں لیکن ان کا کوئی علاج موجود نہیں لیکن چہرے کو ماسک سے چھپانے سے ایک سادہ اور مؤثر حفاظت ہو جاتی ہے۔''

اِس تحقیق میں یونیورسٹی کے سائنسدانوں نے سڈنی کے ویسٹ میڈ کالج (Sydney's Westmeed Hospital) اور دیگر اداروں کے ساتھ مل کر 143 خاندانوں کے 280 مردوں عورتوں کو سڈنی شہر میں 2006ء اور 2007ء کے موسم سرما میں ریسرچ میں شامل کیا۔اِس تحقیق کے نتائج نے ثابت کر دیا کہ میڈیکل ماسک (نقاب) پہننے سے سانس کی بیماریوں سے بچنے کے امکانات بہت بڑھ جاتے ہیں۔

چہرے پر میڈیکل ماسک یا نقاب پہن کر سانس کی خطرناک بیماریوں مثلاً انفلوئنزا

---

(2) MacIntyre, C. Raina, Simon Cauchemez, Dominic E. Dwyer, et al (February 2009). "Face Mask Use and Control of Respiratory Virus Transmission in Households." Emerging Infectious Diseases. 15 (2)

اور SARS (severe acute respiratory syndrome) سے بچنے کے امکانات بھی بڑھ جاتے ہیں۔ہسپتالوں میں کام کرنے والے اسی وجہ سے میڈیکل ماسک پہنتے ہیں۔جیسے جیسے دنیا کی عوام میں SARS اور سوائن فلو (Swine flu) کے متعلق آگاہی بڑھ رہی ہے، زیادہ سے زیادہ لوگ پبلک مقامات پر چہرے کے ماسک (میڈیکل نقاب) استعمال کرتے ہیں۔بالخصوص موسم سرما میں۔واقعہ یہ ہے کہ جب SARS کی عالمی وبا اپنے عروج پر تھی تو ایک تحقیق کے مطابق ہانگ کانگ (Hong Kong) میں اپریل اور مئی 2003ء میں وہاں کی تقریباً 76 فیصد آبادی گھروں سے باہر اپنے چہروں کو ماسک سے چھپاتی تھی۔ (1)

اِس لحاظ سے تو ان لوگوں پر حیرانگی ہوتی ہے جو مسلمان عورتوں کے نقاب پر اعتراض کرتے ہیں لیکن میڈیکل ماسک یا نقاب کی اہمیت کا اقرار کرتے ہیں حالانکہ اسلامی نقاب اور میڈیکل نقاب میں آخر فرق کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ فرانس میں جب حال ہی میں برقعہ اور نقاب پبلک مقامات پر پہننے پر پابندی کا قانون پاس ہوا تو اب وہاں کی صاحب بصیرت مسلمان خواتین نے نقاب کی بجائے میڈیکل ماسک پہننے شروع کر دیئے ہیں اور فرانس کی اسلام دشمن حکومت اب حیرت کا شکار ہے کہ اب کرے تو کیا کرے۔ پہلے فرانس کی حکومت نے مصر جا کر وہاں کی حکومت کے نافذ کردہ جامعۃ الازہر کے سب سے بڑے عالم شیخ طنطاوی (جو کہ خود کلین شیو ہے جو کہ اسکی منافقت کی کھلی دلیل ہے) سے نقاب کے خلاف فتویٰ حاصل کیا کہ یہ ایک اختلافی مسئلہ ہے (حالانکہ نقاب کا مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ نہیں) پھر اپنے ملک میں جا کر نقاب کے خلاف قانون بنا ڈالا۔اسلام کے خلاف جب بھی تاریخ میں کوئی قدم اٹھا، ہمیشہ منافقوں اور کافروں کی ملی بھگت سے اٹھا۔تاہم فرانس کی حکومت اِس بات کو بھول گئی تھی کہ مومن کو اللہ تعالیٰ نے بہت گہری فراست عطا فرمائی ہوتی ہے۔فرانس کی مسلم خواتین نے اِس مشکل کا حل نکال لیا ہے۔ اب وہ گھر سے باہر کپڑے کا نقاب پہننے کی بجائے میڈیکل

(1) Lo, Janice Y.C., Thomas H.F. Tsang, Yiu-Hong Leung, et al (November 2005). "Respiratory Infections during SARS Outbreak, Hong Kong, 2003." Emerging Infectious Diseases. 11 (11)

ماسک پہنتی ہیں اور حکومت کے پوچھنے پر وہ یہ کہتی ہیں کہ اُنھوں نے میڈیکل ماسک اسلئے پہنا ہے کہ وہ جراثیم سے بچنا چاہتی ہیں اور فرانس کی حکومت اب کھسیاہٹ میں کھمبا نوچ رہی ہے۔

چہرے کی جلد اور نقاب کے میڈیکل فوائد

چہرے کا پردہ کرنے سے عورتوں کے چہرے کی جلد (Facial Skin) پر بہت اچھے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔عصر حاضر کے عظیم محقق اور اسلامی سکالر ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم نے ایک مرتبہ پیرس میں غیر مسلم خواتین کو نقاب کے میڈیکل فوائد کے سلسلے میں اِس بات کی طرف اشارہ کیا تھا۔وہ لکھتے ہیں:

''قرآن مجید نے خمار اور جلباب دو قسم کے برقعوں کا ذکر کیا ہے،خمار صرف چہرے کو چھپاتا ہے اور جلباب سارے لباس کو ڈھانپ لیتا ہے۔

ایک دن پیرس میں ایک زنانہ انجمن نے (جس میں سفیروں کی بیویاں وغیرہ،صرف طبقہ اعلیٰ کی خواتین رکن ہیں) مجھے اس موضوع پر تقریر کی دعوت دی۔میں نے کہا:

' نقاب عورت پر پابندی کے لیے نہیں بلکہ خود اُسی کے فائدے کے لیے ہے (قرآن سے پہلے عہد جدید یعنی انجیل میں سینٹ پال نے بھی یہی حکم دیا ہے)۔عورت فطرۃً بن ٹھن کر رہتی ہے کہ خوبصورت نظر آئے۔نقاب اُسی حسن کی حفاظت کیلئے ہے۔آپ دیہات میں دھوپ میں کام کرنے والی عورتوں کے ہاتھ کا اپنے نازک ہاتھ سے مقابلہ کیجیے۔اپنے چہرے اور ہاتھ کے چمڑے اور رنگ کا اپنے ہی جسم کے ہمیشہ ڈھکے رہنے والے اعضاء کے چمڑے اور رنگ سے مقابلہ کیجیے۔کسی جانور کو لیجیے اور اُس کی پیٹھ اور پیٹ کے چمڑوں کا مقابلہ کیجیے۔کسی پرندے کو لیکر اُس کے بیرونی اور دھوپ کھانے والے پروں کا مقابلہ اُن پروں سے کیجیے جو پکوٹھوں کے اندر ڈھکے رہتے ہیں اور دھوپ کی مار نہیں کھاتے ہیں۔جو عورت عادتاً نقاب استعمال کرے گی،اس کی ملاحت اور اس کے جسم کی ملائمت کا مقابلہ وہ

عورت کبھی نہیں کرسکتی جو نقاب کو وبال جان سمجھتی ہے۔' میں نے دیکھا چہروں پر خفگی کی جگہ مسکراہٹ تھی اور جب میں جانے لگا تو میکسیکو کے سفیر کی بیوی نے کہا اب میں بھی نقاب شروع کروں گی۔'' (1)

ڈاکٹر حمید اللہ کے بیان کئے گئے مشاہدات کی جدید سائنس تائید کرتی ہے۔مردوں اور عورتوں کے چہرے کی جلد میں بہت سے واضح فرق پائے جاتے ہیں۔خواتین کے چہرے کی جلد مردوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ حساس ہوتی ہے اور نقاب پہننے سے اسکی حفاظت ہوتی ہے۔ یہاں پر مردوں اور عورتوں کے چہرے کی جلد کے چند فرق بیان کئے جاتے ہیں۔

چہرے کی جلد کی موٹائی (Skin Thickness):

مرد حضرات کے چہرے کی جلد عورتوں کے چہرے کی جلد کے مقابلے میں موٹی (thick) ہوتی ہے۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی جلد (skin) کو سورج کی بالائے بنفشی شعاعیں (ultraviolet rays of the sun) زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں، اگر سورج کی شعاعیں ان کے چہروں پر پڑیں۔یہی وجہ ہے کہ عورتوں کے چہرے پر سورج کی شعاعوں کی وجہ سے بڑھاپا (sun aging) جلدی طاری ہوتا ہے۔مردوں کے چہرے کو سورج کی شعاعوں سے عورتوں کے مقابلے میں آدھا نقصان بھی نہیں پہنچتا۔سورج کی شعاعوں کی وجہ سے عورتوں کے چہرے پر جھریاں (wrinkles) جلدی پڑتی ہیں اور بہت جلد ڈھیلی (loose) بن جاتی ہے۔

نقاب پہننے کی وجہ سے عورتوں کے چہرے کی جلد سورج کی شعاعوں اور ماحول کی کثافتوں (environmental pollution) کے بُرے اثرات سے محفوظ رہتی ہے اور ایسی عورتوں کے چہروں پر بڑھاپے کے آثار کافی دیر سے نمودار ہوتے ہیں۔

---

(1) خاتون پاکستان، قرآن مجید نمبر، مطبوعہ ۱۳۸۴ھ

جلد کی عمر رسیدگی کا عمل (Skin Aging):

جیسے جیسے انسان کی جلد کی عمر بڑھتی ہے، اُسکی خاصیات میں تبدیلیاں نمودار ہوتی ہیں۔حال ہی میں ہونے والی ایک تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ عورتوں کی جلد مردوں کی جلد کے مقابلے میں جلدی بڑھاپے کا شکار ہوتی ہے۔

جدید لیزر تکنیک (new laser imaging technique) استعمال کر کے سائنسدانوں نے جلد کی گہری تہوں کا مشاہدہ کیا اور سورج کی شعاعوں اور عمر رسیدگی کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو مردوں اور عورتوں کی جلد میں ناپا۔کولیجن (Collagen) اور ایلاسٹن (elastin) دو ایسی پروٹینز ہیں جو انسانی جلد میں پائی جاتی ہیں اور اُن کے نقصان ہونے سے چہرے اور جسم پر جھریاں پڑ جاتی ہیں اور ملائمت (smoothness of skin) ختم ہوجاتی ہے۔لیزر کے ذریعے لی گئی کولیجن اور ایلاسٹن کی تصاویر کے مشاہدے سے پتہ چلا کہ خواتین میں عمر رسیدگی کے ساتھ یا سورج کی شعاعوں کے زیر اثر یہ پروٹینز جلدی تباہ ہوجاتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ جن خواتین کے چہروں پر مردوں کی برابر مدت تک سورج کی شعاعیں پڑی ہوں، وہ عورتیں عمر میں ان مردوں سے کئی سال بڑی نظر آتی ہیں۔اُسکے برعکس گھر سے باہر جو عورتیں نقاب کر کے نکلتی ہیں، اُن کے چہروں پر سورج کی شعاعوں سے پیدا ہونے والی جھریاں (wrinkles) نہیں پیدا ہوتیں اور اُن پر بڑھاپے کے آثار دیر سے نمودار ہوتے ہیں۔ (1)

چہرے کے بال (Facial Hair):

مردوں اور عورتوں کے چہروں میں ایک بہت بڑا فرق یہ ہے کہ مردوں کے تقریباً تمام چہرے پر بال اگتے ہیں جبکہ عورتوں کے چہرے پر ایسا معاملہ نہیں ہوتا۔مردوں کے

چہروں پر داڑھی کے بالوں کی وجہ سے ان کے چہروں کی کئی لحاظ سے حفاظت ہوتی ہے۔ میڈیکل ڈاکٹر بتاتے ہیں کہ اگر داڑھی رکھ لی جائے تو گلے کی بیماریوں کے لاحق ہونے کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں۔ دمہ کی وجہ سے ہونے والی پرانی کھانسی کا علاج بھی داڑھی رکھنے میں پوشیدہ ہے۔ ایک محقق نے اپنے اوپر تجربہ کر کے یہ ثابت کیا کہ داڑھی کی موجودگی گلے کو گرم رکھتی ہے۔(2)

چونکہ مردوں کے چہروں پر بالوں کے غدود (hair follicles) عورتوں کی نسبت زیادہ بال پیدا کرتے ہیں، اس لئے مردوں کے یہ غدود سائز میں بہت چھوٹے ہوتے ہیں اور ماحول اور ہوا سے کیمیاوی مادوں (chemicals) کو آسانی سے جذب نہیں کرتے جبکہ خواتین کے چہرے پر موجود غدود ہوا سے کثافتوں کو اپنے اندر آسانی سے جذب کر لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ چہرے کو صاف کرنے والی کریمز (facial cleansing creams) عورتوں کے چہرے کے لئے آسانی سے تیار ہو جاتی ہیں لیکن مردوں کے چہروں کی جلد کو صاف کرنے والی کریم تیار کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا کیونکہ وہ کسی کریم کو جلدی جذب نہیں کرتا۔ اِس سے ہمیں یہ بات سمجھ آ سکتی ہے کہ نہ صرف مردوں کے چہرے پر داڑھی کے بال انکے چہروں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ مزید یہ کہ اُن کے چہرے پر سائز میں چھوٹے غدود بھی آسانی سے کسی زہریلے مادے کو جذب نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے مردوں کو جب وہ گھر سے باہر نکلتے ہیں تو اپنے چہروں کو نقاب سے چھپانے کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ داڑھی خود ہی ان کے چہروں کی حفاظت کرتی ہے۔ اِس کے برعکس خواتین کے چہروں پر نہ صرف بالوں کی موجودگی نہیں ہوتی بلکہ اُن کے غدود (sebaceous glands) بھی بیرونی کیمیاؤں کو

---

(1) Goudarzi, Sara (03 October 2006). "A Woman's Skin Ages Faster." Health section: http://www.livescience.com/health/061003_women_skin.html

(2) داڑھی کی اہمیت: قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں، ڈاکٹر گوہر مشتاق، مطبوعہ اذان سحر پبلشرز، لاہور 2009ء

آسانی سے جذب کر لیتے ہیں۔اس لئے جب خواتین گھر سے باہر جاتی ہیں تو نقاب اُن کے چہروں کو گرد و غبار، ماحولیاتی کثافتوں (enviornmental pollutants) اور موسم کے برے اثرات سے بچاتا ہے۔

چکنی جلد (Oily Skin):

مردوں کے چہرے کی جلد عورتوں کے مقابلے میں زیادہ چکنی ہوتی ہے۔اِس کی بنیادی وجہ مردانہ ہارمون Testosterone کی موجودگی ہوتی ہے جس کے زیرِ اثر مردوں کے چہرے کی جلد زیادہ مقدار میں چکنی رطوبتیں (oily secretions) خارج کرتی ہے۔جلد پر زیادہ چکنائی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ مردوں کے چہرے کی جلد سورج کی شعاعوں کی زیادہ مقدار کو جذب کرنے کی بجائے منعکس (reflect) کر دیتی ہے اور جلد کو شعاعیں نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔اِسکے برعکس اگر خواتین گھر سے باہر کھلے چہرے کے ساتھ نکلتی ہیں تو چہرے کی جلد سورج کی شعاعوں کے بیشتر حصے کو اپنے اندر جذب کر لیتی ہے جو نقصان کا باعث ہوتا ہے۔گھر سے باہر خواتین جب نقاب سے اپنے چہرے کو چھپاتی ہیں تو یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔

اعصابی ریشے (Nerve Fibers):

آخر میں ایک اہم فرق جو جدید ریسرچ نے ثابت کیا ہے، وہ یہ ہے کہ مردوں کی جلد میں عورتوں کی جلد کے مقابلے میں اعصابی ریشے (nerve fibers) 50 فیصد کم ہوتے ہیں۔ سائنسی جریدے "Plastic and Reconstructive Surgery" کے اکتوبر 2005ء کے شمارے میں یہ رپورٹ پیش کی گئی تھی کہ خواتین کی جلد میں Nerve Fibers زیادہ مقدار میں ہوتے ہیں جسکی وجہ سے عورتیں مردوں سے زیادہ درد کی شدت محسوس کرتی ہیں۔یہ تحقیق Southern Illinois University کے میڈیکل کالج کے ڈاکٹر برینڈن (Brenden J. Silhelmi, MD) اور انکے معاونین نے کی۔اِس تحقیق میں انہوں نے کئی مردوں اور عورتوں کی لاشوں کی جلد کے حصوں کے اندر کی تہوں کا معائنہ کیا اور دریافت کیا کہ عورتوں کی جلد

میں ہر سنٹی میٹر میں 34 اعصابی ریشے (34 nerve fibers per centimeter) ہوتے ہیں جبکہ مردوں کی جلد میں اوسطاً 17 اعصابی ریشے فی سینٹی میٹر ہوتے ہیں۔ (1)

اس سے ہمیں سمجھ آسکتا ہے کہ عورتوں کو کسی بھی تکلیف کا درد مرد حضرات کے مقابلے میں زیادہ کیوں ہوتا ہے۔اِس سے یہ بھی سمجھ آسکتا ہے کہ اگر عورتیں کھلے چہرے کے ساتھ گھر سے باہر نکلتی ہیں تو اُنہیں سورج کی شعاعوں کی تپش یا موسم گرما میں گرم ہواؤں کے جھونکے یا موسم سرما میں ٹھنڈی ہوا کی یخ بستگی اپنے چہرے پر مردوں کے مقابلے میں زیادہ شدت سے محسوس ہوتی ہے۔چونکہ اسلام پوری انسانیت کے لیئے رحمت ہے، اس لئے عورتوں کے چہرے کی نرم، نازک اور حساس جلد کی حفاظت کے لئے اسلام نے خواتین کو اپنے چہرے ڈھانپ کر گھر سے باہر نکلنے کا حکم دیا ہے۔المختصر یہ کہ جب خواتین گھروں سے باہر اپنے چہروں کو نقاب سے چھپا کر نکلتی ہیں تو یہ چیز ان کے چہرے کی جلد کی بے شمار طریقوں سے حفاظت کرتی ہے۔نقاب کے اندر مسلمان خواتین کے لیے ہر لحاظ سے فائدہ ہے!!

باب نمبر 3

بے پردگی کے کلچر میں خواتین کا

(1) Mowlavi, Arian (M.D.), Damon Cooney (M.D.) Lori R.T. Febus (R.) et al (2005). "Increased Cutaneous Nerve Fibers in Female Specimens." Plastic and Reconstructive Surgery. 116; 1407-1410.

استحصال

اسلامی حجاب کا مقصد مرد و زن کے اخلاق کی حفاظت کرنا اور دونوں جنسوں کے آزادانہ جنسی اختلاط کا سدباب کرنا ہے تا کہ برائی کے دروازے بند کیئے جا سکیں۔ اسلام عورت کو معاشرے کے استحصال سے آزادی بخشتا ہے۔لیکن مغربی تہذیب کے علمبردار اور مسلم ممالک میں مغربی تہذیب سے محبت کرنے والے ماڈرنسٹ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جو حقوق مغربی تہذیب نے عورت کو دلوائے ہیں وہ کسی مذہب نے نہیں دیئے۔تاہم مغربی معاشروں کے بغور مشاہدے سے پتہ چلتا ہے کہ جو استحصال عورت کا مغربی معاشرے میں ہو رہا ہے اس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔مغربی معاشروں میں جنسی انقلاب اور جنسی آزادی اپنی برگ و بار لائی اور آج اخلاقی تنزلی، شادی کی گرتی ہوئی شرح، طلاق کی بڑھتی ہوئی شرح، فیملی سسٹم کی تباہی اور جنسی بیماریوں کی کثرت کی صورت میں اسکے ثمرات نظر آ رہے ہیں۔

میڈیا پر عورتوں کی نمائش اور اسکے نفسیاتی اثرات:

یہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ مغربی معاشروں میں شادی کے بغیر جنسی تعلقات کی پوری آزادی ہے لیکن پھر بھی ان معاشروں میں عورتوں سے زنا بالجبر (rape) مسلم معاشروں کے مقابلے میں زیادہ بڑا مسئلہ ہے۔اس کی آخر کیا وجہ ہے؟اس کی بہت گہری نفسیاتی وجوہات ہیں۔یہ ایک حقیقت ہے کہ جب معاشرے میں فحش نگاری (pornography) عام ہو جاتی ہے تو عورت کا مقام اس معاشرے میں گر جاتا ہے اور وہاں عصمت دری عام ہو جاتی ہے۔

تحریک نسواں کے علم بردار بہت عرصہ سے یہ ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں کہ مرد اور عورت ہر لحاظ سے ایک جیسے ہیں، دونوں ہر کام کر سکتے ہیں، ہر جگہ جا سکتے ہیں اور ہر قوم کا لباس پہن سکتے ہیں۔ وہ بنیادی طور پر یک جنسی (unisex) معاشرے کو وجود میں لانا چاہتے ہیں۔ کیمیل پیگلیا (Camille Paglia) نے اپنی کتاب "Sex, Art and American Culture" میں اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ مغرب میں بھی روایتی خاندانی نظام میں عورتوں کے محافظ ان کے باپ اور بھائی ہوا کرتے تھے اور انسانی نیچر کو بدلنے کی ناکام کوششوں کے بہت بھیانک نتائج آج معاشرے کے سامنے آئے ہیں۔ (1)

واقعہ یہ ہے کہ ایسا معاشرہ جہاں پر فحش مواد آسانی سے دستیاب ہو اور بل بورڈز کے اشتہارات، ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ اشتہارات، فلمی رسالے، ڈائجسٹ وغیرہ پر وسیع پیمانے پر عورت کو ایک جنسی کھلونے کے طور پر دکھایا گیا ہو (چاہے اس نے پورے کپڑے پہنے ہوں لیکن اشتہارات کی ماڈل گرل بہر حال ماڈل ہے) اس سوسائٹی میں مردانہ جنسی خواہش پر غیر ضروری دباؤ ڈالا جا رہا ہوتا ہے اور مردوں کی سوچ پر ہر وقت عورت سوار ہو جاتی ہے۔ مزید برآں، ماہر عمرانیات ہیری بروڈ (Harry Brod) کے الفاظ میں میڈیا کے اکثر اشتہارات میں عورت کو جنسی لحاظ سے ہر وقت رضامند اور خواہش مند دکھایا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں جہاں جنسی ہیجان عروج پر ہو وہاں مرد حضرات، خواتین سے زنا بالجبر کو ایک معمولی بات سمجھنے لگ جاتے ہیں۔ (1)

تجربات نے یہ بتایا ہے کہ عام حالات میں بھی جب معاشرے میں عورت کے جسم کی نمائش کی جاتی ہے تو اس کے مردوں کی نفسیات پر نہایت تباہ کن اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ امریکی ماہر نفسیات ڈگلس کینرک (Douglas Kenrick) کے مطابق جب مردوں کو فحش

---

(1) Paglia, Camille (1992) Sex, Art, and American Culture New York, Vintage Books.

میگزین پلے بوائے کی ماڈل گرلز کی تصاویر دکھائی جاتی ہیں تو وہ مرد حضرات بعد میں بیان کرتے ہیں کہ انہیں اپنے دل میں اپنی بیویوں سے محبت میں واضح کمی محسوس ہوتی ہے۔ سائنسی جریدے Journal of Experimental Social Psychology کے 1989ء کے شمارے میں شائع ہونے والی تحقیق میں امریکہ کی ایریزونا یونیورسٹی (Arizona State University) کے ماہر نفسیات کینرک (Kenrick) اور انکے معاون سائنسدانوں نے رضا کار مردوں اور عورتوں پر عوامی جنسی ادب (Popular erotica) کے اثرات کا مطالعہ کیا۔ محققین کا نظریہ یہ تھا کہ وسائل اور میگزینوں میں غیر معمولی طور پر خوبصورت ماڈلز کو دیکھ کر ایک عام انسان کے ذہن میں جو حسن کا معیار ہوتا ہے، اسکا شعور منحرف ہوسکتا ہے۔ نتیجتاً ایسے بگڑے ہوئے شعور (Twisted perception) کی وجہ سے لوگ میڈیا پر دکھائی جانے والی حسین خواتین ماڈلز (Media beauties) اور حقیقی دنیا میں اپنی بیویوں کے درمیان غیر متناسب قسم کا موازنہ شروع کر دیتے ہیں اور عام طور پر رشتوں کی حقیقی دنیا میں اوسط خواتین یا مرد حضرات اتنے پر کشش نہیں ہوتے جتنے پر کشش وہ ماڈلز ہوتے ہیں۔ (2)

یہ بات بھی دلچسپی کی حامل ہے کہ محققین نے یہ مشاہدہ بھی کیا کہ مردوں نے خوبصورت ماڈلز کو دیکھنے کے بعد اپنی بیویوں کو کم نمبر (Ratings) دیئے اور کم پر کشش قرار دیا لیکن خواتین جنہیں خوبصورت مرد ماڈلز کی تصاویر دکھائی گئیں، ان کی اپنے خاوندوں کے متعلق رائے تبدیل نہیں ہوئی۔ ان نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ مرد غیر خواتین کے ظاہری حُسن سے متاثر ہوتے ہیں (یہی وجہ ہے کہ خواتین کو چہرے کے پردے کا حکم ہے) جبکہ خواتین غیر مردوں کے حُسن سے متاثر نہیں ہوتیں۔

اوپر بیان کی گئی تحقیقات یہ بتاتی ہیں کہ جب معاشرے میں عورت کے جسم کی ایک

(1) Brod, Harry (Fall 1988) "Pornography and the Alienation of Male Sexuality". Social Theory and Practice.

(2) Kenrick, Douglas T., Sara E. Gutierres & Laurie L. Goldberg (1989). "Influence of Popular Erotica on Judgments of Strangers and Mates." Journal of Experimental Social Psychology 25: 159-167.

سستی چیز کے طور پر نمائش کی جاتی ہے تو اُس سے بیوی اور خاندانی یونٹ کی اہمیت گر جاتی ہے۔ جب حسین وجمیل عورتوں کی میڈیا پر مسلسل سامان تجارت کی طرح نمائش کی جاتی ہے تو مردوں کی بھی برین واشنگ بلکہ "Classical conditioning" ہوجاتی ہے اور وہ اپنی بیویوں کو اُسی معیار حسن پر جانچنا شروع کردیتے ہیں جو معیار حسن میڈیا پر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ مشاہدہ کہ جو مرد حضرات میڈیا پر فحش نگاری (erotic media) دیکھنے کے بعد اپنی بیویوں کو کم تر درجے دینا شروع کردیتے ہیں، اُس کی ایک مزید وجہ ماہر نفسیات وعمرانیات نے بیان کی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب عورتوں کو میڈیا کے اشتہارات یا پروگراموں میں بطور ماڈلز کے پیش کیا جاتا ہے تو اُس وقت اُن سے انسان کا شرف بزرگی چھین لیا گیا ہوتا ہے اور انہیں ایک جنسی مال (sex commodity) کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو خریدا یا بیچا جاسکتا ہے۔ آخر مرد حضرات وہ میگزین خریدتے ہی ہیں جن کے سرورق پر خوبصورت خواتین ماڈلز مختلف پوز بنائے کھڑی ہوتی ہیں۔ لہٰذا ایسے مرد اپنی بیویوں کو بھی ایک جنسی کھلونا سمجھنا شروع کردیتے ہیں اور ان کو برابری کا درجہ نہیں دیتے۔ اسکے برعکس صحیح اسلامی سوسائٹی میں جہاں عورت کے جسم کی بل بورڈز، میگزین، ٹی وی اشتہارات وغیرہ پر نمائش نہیں کی جاتی وہاں پر خواتین اپنی اصل قیمت کو برقرار رکھتی ہیں اور مرد حضرات انہیں اپنے جیسا انسان سمجھتے ہیں، نمائش کا مال نہیں سمجھتے۔ بالفاظ سادہ تر، جب عورت معاشرے میں اپنے آپ کو ڈھانپ کر (پردے میں) رکھتی ہے تو اس کے لیئے زیادہ حفاظت ہے۔ امریکہ کی سماجی مصلح خاتون مصنفہ وینڈی شیلیٹ (Wendy Shalit) اپنی کتاب "A Return to Modesty" میں عورت کی شرم وحیا کی قیمت اور اہمیت پر زور دیتے ہوئے رقمطراز ہے:

''ہم خواتین اگر اپنی عفت وعصمت کی حفاظت کریں گی تو مرد ہماری عزت کریں گے۔ عورت کی عفت وعصمت کی عزت دراصل عورت کی سب سے بڑی

محافظ (Bodyguard) تھی، نہ نظر آنے والی اور بلا قیمت محافظ۔ جب سے عورت کی عفت وعصمت ناپید ہوئی ہے، مردوں کی عورتوں کے لیئے عزت بھی ناپید ہوگئی ہے اور اب صرف امیر خواتین ہی اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہیں ورنہ غریب یا مڈل کلاس عورت کے لیئے معاشرے میں کوئی حفاظت نہیں۔'' (1)

میڈیا پر عورتوں کی نمائش اور مردوں کے بدلتے معیارِ حُسن

عمرانی تحقیقات نے یہ بھی بتایا ہے کہ جب مرد حضرات میڈیا پر نہایت حسین ماڈل خواتین کا مسلسل مشاہدہ کرتے ہیں تو ایسے مردوں کے ذہنوں میں عورتوں کے حُسن کے متعلق ایک عجیب آئیڈیل قسم کا معیار بن جاتا ہے۔امریکہ کی مونٹانا یونیورسٹی (Montana State University) کے ڈگلس کینرک (Douglas T. Kenrick) اور ایریزونا یونیورسٹی (Arizona State University) کی خاتون سائنسدان سارہ گیوٹائرس (Sara E. Gutierres) اس سلسلے میں چند تحقیقات کیں جو بعد میں "Journal of Personality and Social Psychology" کے 1980 اور 1989 کے شماروں میں شائع ہوئیں۔

ایک تحقیق میں مانٹانا یونیورسٹی کے 81 ہوسٹل میں رہنے والے لڑکوں سے اپنے ایک ہم جماعت ساتھی کے لیئے اُسکی ہونے والی منگیتر کے انتخاب کے بارے میں سوالات پوچھے گئے۔اُن 81 لڑکوں کو دو گروپوں میں تقسیم کیا گیا۔رضا کار طالبعلوں کا ایک گروپ اُن لڑکوں پر مشتمل تھا جو روزانہ ایک مشہور ٹی وی پروگرام دیکھ رہے تھے جس کے مرکزی کرداروں میں نہایت خوبصورت حسین وجمیل خواتین شامل تھیں (دراصل ٹی وی پر ایسی خواتین کو بے تحاشا میک اپ میں چھپا کر اور میک اپ کے ذریعے ان کی نوک پلک سنوار کر ایسا حسین وجمیل بنا کر دکھایا جاتا ہے کہ حقیقی زندگی میں کسی کے لیے اس معیار پر اترنا ممکن

(1) Shalit, Wendy (1999). A Return To Modesty: Discovering the Lost Virtue. New York, The Free Press.

نہیں رہتا)۔ہاسٹل میں رہنے والے نوجوانوں کا دوسرا گروپ ان مردوں پر مشتمل تھا جو ایسا کوئی ٹی وی شو ان دنوں میں نہیں دیکھ رہے تھے۔ جب دونوں گروپوں کے لڑکوں کو (اپنے ہاسٹل کے ساتھ کی منگیتر کے انتخاب کے لیئے) ایک متوسط شکل وصورت کی لڑکی کی تصویر دکھائی گئی اور کہا گیا کہ اس تصویر کو ریٹ کریں (یعنی نمبر دیں) تو نتیجہ یہ نکلا کہ جو لڑکے ٹی وی پروگرام پر خوبصورت خواتین کا ڈرامہ سیریل دیکھ رہے تھے، انہوں نے اس لڑکی کو خوبصورتی اور کشش میں بہت کم نمبر دیئے جبکہ لڑکوں کا دوسرا گروپ جو وہ ٹی وی پروگرام نہیں دیکھ رہا تھا انہوں نے لڑکی کی اس تصویر کو خوبصورتی اور کشش میں نارمل نمبر دیئے۔

اِسی قسم کی ایک اور تحقیق کینرک نے مانٹانا یونیورسٹی کے 48 کالج کے لڑکوں پر کی جنہیں ایک میگزین کے سرورق پر ایک خوبصورت خاتون ماڈل کی تصویر دکھا کر ایک عام شکل وصورت کی خاتون کی تصویر کے متعلق (Personality Rating Sheet) دی تو نتائج وہی نکلے جو پہلے والے تجربے کے نکلے تھے۔ ماہرین نفسیات کینرک اور گوٹائزان نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"Media femeles are indeed selected from a highly skewed distribution with regard to physcial attractiveness." (1)

"بیشک ظاہری کشش کے لحاظ سے میڈیا کی خواتین کا انتخاب آبادی کی نہایت اقلیت سے کیا جاتا ہے۔"

اِس پر مستزاد یہ کہ اُن خواتین ماڈلز کی تصاویر کو درستگی کے عمل سے گزار کر اور اُنہیں میک اَپ میں غرق کر کے میڈیا پر پیش کیا جاتا ہے (عام حالات میں حقیقی دنیا میں بغیر میک اپ کے اُن خواتین کو پہچاننا مشکل ہو جاتا ہے)۔ اِس کا نقصان نہ صرف معاشرے کی

(1) Kenrick, Douglas T. and Sara E. Gutierres (1980). "Contrast Effects and Judgments of Physical Attractiveness: When Beauty Becomes a Social Problem." Journal of Personality and Social Psychology 38(1): 131-140.

عام خواتین میں احساس کمتری کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے بلکہ مردوں پر بھی اس کے اثرات اتنے ہی مہلک ہوتے ہیں۔ان تحقیقات کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جو مسلم نوجوان لڑکے مسلسل ٹی وی، ڈش، فلمیں، ڈرامے، فلمی میگزین اور رسالے اور انٹرنیٹ میں اپنا وقت ضائع کرتے ہیں انہیں اکثر اوقات اپنی شادی کے لیئے اپنے والدین کی منتخب کی ہوئی لڑکی (arranged marriage) اپنی بیوی بننے کے لیئے پسند نہیں ہوتی کیونکہ ان کے برین واش ذہن میں وہ لڑکی اتنی خوبصورت نہیں ہوتی جتنی خوبصورت خواتین ماڈلز کو وہ میڈیا پر دیکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔اسی طرح کئی شادی شدہ مرد جب اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کرتے اور میڈیا پر نامحرم خواتین، اداکاراؤں، رقاصاؤں، گلوکاراؤں اور اشتہاری ماڈل خواتین کو دیکھتے رہتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد انہیں اپنی بیویاں خوبصورت نظر نہیں آتیں۔پھر ایسے مرد حرام کاموں میں اپنی خواہش نفس کی تسکین ڈھونڈنے کی کوشش کرتے ہیں۔وہ مرد یہ بھول جاتے ہیں کہ جب وہ میڈیا پر نامحرم خواتین ماڈل طوائفوں کو دیکھ رہے تھے تو آنکھوں کا زنا کر رہے تھے اور یہ بے چینی اسی عمل کا نتیجہ ہے۔

میڈیا پر عورت کا استحصال:

موجودہ معاشروں میں عورتوں کے حسن کا معیار مرد قائم کرتے ہیں اور پھر وہ اس ''کرنسی'' کی قیمت بھی اتنی تیزی سے ''گراتے'' (devalue) کرتے ہیں کہ عورتوں کے لیئے یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ مردوں کے بنائے ہوئے ''معیار'' پر پوری اُتر سکیں۔برطانیہ کے معاشرتی نقاد اور اسلامی مصلح اسماعیل آدم پٹیل اپنی کتاب "Islam: The Choice of Thinking Women" (مطبوعہ لندن، 1997) میں رقمطراز ہیں:

''یہاں کوئی واحد عالمی معیار نہیں، نسوانی حسن (Female Beauty) دراصل ایک خیالی بُت ہے جو مغربی مرد نے تراشا ہے اور اس کے معیار کو ہر دم بدلتا اور اونچا کرتا رہتا ہے۔یہاں تک کہ اس کی ماں، بہن یا بیٹی کے لیئے اس معیار پر پورا اترنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

''نسوانی حسن'' کا خواتین سے کوئی تعلق نہیں، یہ تو سب مردوں کی صنعتوں اور اداروں کے رحم و کرم پر ہے۔مغرب میں مردوں کو اس بات کا پورا اختیار حاصل ہے کہ وہ فیصلہ کریں کہ کس جسمانی ساخت اور وضع قطع کی عورت پرکشش ہے اور کون دلکشی سے خالی۔

حقیقت یہ ہے کہ جب متوسط طبقے کی سفید فام خواتین نے اپنے کچن ایپرن (kitchen approns) اتار پھینکے اور آزادیٔ نسواں کی تلاش میں گھر کے دروازوں سے باہر نکلیں تو وہ سیدھی جا کر صنعت کار کے بیوٹی پارلر کے جال میں پھنس گئیں۔صنعت کار کی مارکیٹ نے عورتوں کی ایسی برین واشنگ کی کہ خواتین 3 بلین ڈالر ہر سال ڈائٹنگ کی مصنوعات پر خرچ کرتی ہیں۔اسی طرح انہوں نے 20 بلین ڈالر بناؤ سنگھار کی مصنوعات پر، 300 ملین ڈالر پلاسٹک سرجری پر اور 7 بلین ڈالر فحش نگاری کی چیزوں پر خرچ کئے۔'' (1)

عورتوں کے حسن و جمال کی پبلک میں نمائش دراصل صنعت کار کی فیشن انڈسٹری اور حکومتی میڈیا کے گٹھ جوڑ کا مرہون منت ہے۔فیشن انڈسٹری اور میڈیا کی اشتہاری صنعت (advertisement industry) کی زندگی کا انحصار عورت کے جسم کی نمائش پر ہوتا ہے۔ فیشن انڈسٹری خواتین کی برین واشنگ کر کے ان کے ذہنوں میں یہ بات ڈال دیتی ہے کہ عریانی اور دبلا پن آزادی کی علامت ہیں۔اس پر مستزاد یہ ہے میڈیا تمام عمر کی عورتوں میں ان کی ظاہری وضع قطع کے متعلق احساس کمتری پیدا کرتا ہے۔شو بزنس کی خواتین (celebrities) کی میڈیا، میگزینوں اور بل بورڈز پر آویزاں تصاویر کو دوبارہ درستگی کے عمل (retouching of photography) اور کمپیوٹرائیزنگ کے ذریعے ایسا بنا دیا جاتا ہے کہ ایک 50 سالہ عورت ان اشتہاری تصاویر یا میڈیا پر 30 سال کی نظر آتی ہے اور 60 سالہ عورت، 40 کی نظر آتی ہے۔

امریکہ کے لائف (Life) میگزین کے آرٹ ڈائریکٹر بوب سیانو (Bob Ciano)

---

(1) Patel, Ismael Adam (1997). Islam: The Choice of Thinking Women. London, Ta-Ha Publishers.

کا کہنا ہے:

''کسی عورت کی تصویر درستگی کے عمل سے گزرے بغیر نہیں رہتی۔ یہاں تک کہ ایک بوڑھی عورت جو یہ اصرار کرے کہ اس کی تصویر ویسی ہی رہنے دی جائے لیکن ہم پھر بھی اس پر جمے رہتے ہیں کہ اسے ایسا دکھائیں کہ وہ ابھی صرف پچاس سال کی نظر آئے۔'' (بحوالہ ایضاً)

اِس قسم کی سنسر شپ اور تصاویر کو ہنرمندی سے بدلنے کے کیا اثرات ہوتے ہیں؟ اِس سوال کا جواب فوٹوگرافی کے ماہر ہیین (Heyn) کے الفاظ میں یہ ہے:

"By now readers have no idea what a real woman's 60 year old face looks like in print because it's made to look 45. Worse, 60 year old readers look in the mirror and think they look too old, because they are comparing themselves to some retouched face smiling back at them from a magazine. Women's culture is an adulterated, inhibited medium". (Ibid.)

''اب قارئین کو کچھ اندازہ نہیں کہ میگزینوں یا میڈیا پر 60 سالہ عورت کا اصل چہرہ کیسا دکھائی دیتا ہے۔ ستم بالائے ستم یہ کہ میگزین اور رسائل پڑھنے والی 60 سالہ خواتین آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتی ہیں تو یہ گمان کرتی ہیں کہ وہ بہت بوڑھی ہیں کیونکہ وہ (اپنے لاشعور میں) میگزین کے سرورق پر کسی عورت کے درستگی (retouching) کے عمل سے گزرتے ہوئے، مسکراتے ہوئے، چہرے کی تصویر سے اپنے چہرے کا موازنہ کر رہی ہوتی ہیں۔'' (بحوالہ: ایضاً)

یہ کوئی معمولی مسئلہ نہیں۔ اوپر کی سطور میں آرٹ ڈائریکٹر باب سیانو اور فوٹوگرافی ایکسپرٹ ہیین نے جو بیان کیا ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ میڈیا کس طرح معاشرے کی بھولی بھالی خواتین کے ذہنوں میں احساس کمتری ڈالتا ہے۔ میگزینوں اور اشتہارات میں خواتین ماڈلز کی درستگی کے عمل سے گزری ہوئی مصنوعی تصاویر کی نمائش کر کے میڈیا ایک ناممکن

الحصول قسم کی عورت کا نقش پیش کرتا ہے اور اسطرح سوسائٹی کو ایک جذباتی پیاس (emotional thirst) کی حالت میں رکھتا ہے۔ برطانیہ کے معاشرتی نقاد اسماعیل آدم پٹیل خواتین کے اس قسم کے استحصال کے بارے میں لکھتے ہیں:

''اشتہارات اور میگزینوں میں عورتوں کو جوان اور دبلا دکھانا اور انکے جسم کے نشیب و فراز کی نمائش کرنا دراصل عورت کی اصل شناخت، قیمت، قوت اور تاریخ کو مٹانے کے مترادف ہے۔ یہ عورت پر بدترین قسم کا ظلم ہے اور مغرب کی خواتین کو اب یہ بات سمجھ آ رہی ہے (لیکن افسوس کہ مسلمان ممالک کی ماڈرن خواتین کو یہ بات نہ جانے کب سمجھ آئے گی)۔ یہی وجہ ہے کہ جوان پڑھی لکھی مغربی خواتین کو اسلام کی انصاف پسند تعلیمات میں اتنی زیادہ کشش محسوس ہو رہی ہے۔'' (بحوالہ: ایضاً)

میڈیا پر خواتین کا استحصال ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جس کے بارے میں تحریک نسواں کی کئی پر جوش حامی خواتین بھی چپ نہیں رہ سکیں اور احتجاج کیا کہ اشتہارات، آرٹ، فلم، میگزین، رسالوں، وغیرہ میں عورتوں کو بکاؤ مال کے درجے پر لے آیا جاتا ہے۔ عورتوں کے جسموں کو مردوں کی نگاہوں اور ہوس کی تسکین کے لیئے میڈیا پر استعمال کیا جاتا ہے وگرنہ اگر غور کیا جائے تو اشتہار میں پیش کی جانے والی چیز اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت عورت کی موجودگی کے درمیان کوئی ربط نہیں ہوتا۔ اشتہارات میں عورت کے جسم کو صرف مردوں کی توجہ حاصل کرنے کے لیئے استعمال کیا جاتا ہے۔ عورت کی میڈیا پر اسطرح کی تجسیم کرنا اور اسے ایک مادی شے کے طور پر پیش کرنا (objectification) دراصل عورت کو مرتبہ آدمیت سے گرانے اور عورت سے اس کی آزاد شخصیت چھیننے کے مترادف ہے۔

مردوں کا عورتوں سے معاملات کرتے ہوئے غلط فہمی کا شکار

ہونا: ایک سائنسی تحقیق

اسلام عورتوں اور مردوں کی برابری کا قائل ہے لیکن یہ بھی سمجھتا ہے کہ دونوں صنفیں نفسیاتی، جذباتی اور شعوری ادراک کے معاملے میں ایک دوسرے سے نہایت مختلف ہیں کیونکہ اُن کے دماغوں کی ساخت ہی مختلف ہے۔ اسلام معاشرے میں عورتوں اور مردوں کے آزادانہ گھلنے ملنے کی اجازت نہیں دیتا بالخصوص اگر فتنے کا ذرا برابر بھی اندیشہ ہو۔ آج ماہرین نفسیات نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مخلوط ماحول میں عورتوں کے مقابلے میں مردوں کے ذہن جنسی خیالات کی طرف کہیں زیادہ مائل ہوتے ہیں۔ مخلوط ماحول میں اگر کوئی عورت کسی مرد سے ہنس کر بات کر لے تو مردوں کی اکثریت کی ذہنیت ایسی واقع ہوئی ہے کہ وہ اُس عورت کی طرف سے اِس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ شاید وہ انہیں پسند کرتی ہے یا اُس مرد میں دلچسپی رکھتی ہے حالانکہ خواتین کا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ قرآن نے اِس مسئلے کا آسان حل غیر مخلوط ماحول کی صورت میں دے دیا ہے جہاں نامحرم مرد اور عورتیں گھلیں ملیں نہیں اور اگر نامحرم مرد اور عورت میں گفتگو کرنے کی نوبت آجائے تو خواتین کو یہ حکم ہے کہ وہ لوچ دار انداز میں یا ہنسی مذاق کے ساتھ مردوں سے گفتگو نہ کریں تا کہ مرد حضرات ان کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔

مغربی ماہرین نفسیات نے مردوں کی ذہنیت کے اِس گوشے کا بغور تجزیہ کیا ہے۔ ماہرین نفسیات و عمرانیات نے یہ بھی نوٹ کیا ہے کہ اس طرح کے رویے بالخصوص نوکری کرنے کی جگہوں پر زیادہ قابل قبول اور عام ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر امریکہ کی کینساس یونیورسٹی (Kansas State University) کے ماہر نفسیات فرینک سال (Frank E. Saal) اور انکے معاون سائنسدان کی ایک تحقیق میں یہ انکشاف ہوا کہ دونوں جنسوں کے درمیان کسی قسم کے روابط یا لین دین (interactions) کے متعلق مرد حضرات عورتوں کے مقابلے میں اُسے زیادہ جنسی رنگ میں رکھتے ہیں۔ (1)

اِس تحقیق میں رضا کار مردوں اور عورتوں کو مردوں، عورتوں کے درمیان روابط کی تین

مختلف جھلکیاں (scenes) دکھائی گئیں:

1) ایک طالبعلم اور ایک طالبہ کے درمیان ایک دوسرے کے متعلق واقفیت حاصل کرنے کے لیئے غیر رسمی گفتگو (informal discussion)

2) ایک مرد مینیجر کا اپنی ماتحت خاتون کیشئر (Cashier) کو ٹریننگ دینا۔

3) ایک مرد پروفیسر کا اپنی طالبہ (female student) کے ساتھ اپنے ایک پروجیکٹ کے متعلق گفتگو کرنا۔

اوپر بیان کی گئی تینوں صورتوں کو دیکھنے والے تمام مرد رضا کاروں نے یہ بیان کیا کہ ان کے خیال میں ان جھلکیوں (scenes) میں دکھائی جانے والی خواتین (female target) یعنی طالبہ یا خاتون کیشئر کا اس مرد (طالبعلم، مینیجر یا پروفیسر) کے ساتھ رویہ اسے اپنی طرف مائل کرنے والا (seductive) اور زیادہ دلبرانہ (more flirtatious) تھا جبکہ اُن جھلکیوں کو دیکھنے والی خواتین رضا کاروں نے "scenes" میں دکھائی جانے والی خواتین کے رویے کے متعلق ایسی کوئی رائے نہ دی۔ (1)

اِس تجربے سے کینساس یونیورسٹی کے سائنسدانوں اور ماہرین نفسیات نے یہ نتیجہ نکالا کہ عورتوں کے مقابلے میں مردوں کی نفسیات کچھ اس طرح کی واقع ہوئی ہے کہ وہ بہت آسانی سے دوسری عورتوں کے رویے یا ارادے کے متعلق غلط فہمی (بلکہ اکثر اوقات خوش فہمی) کا شکار ہو جاتے ہیں۔

---

(1) Saal, Frank E., Johnson, C. B. & Weber, N. (1990). "Friendly or sexy? It may depend on whom you ask." Psychology of Women Quarterly 13: 263-276.

اِس سلسلے میں مزید تحقیق دو خواتین ماہرین نفسیات کیتھرین جانسن (Catherine Johnson) اور مارگریٹ سٹاکڈیل (Margeret Stockdele) نے کی۔ اِس لیبارٹری کے تجربے میں کالج کی 187 لڑکیوں اور 165 لڑکوں نے شرکت کی۔ اِس تحقیق میں یہ تجزیہ کیا گیا کہ اگر روایتی صنفی کرداروں کو الٹ دیا جائے تو کیا مردوں اور عورتوں کے باہمی اختلاط کے متعلق رائے قائم کرنے کے بارے میں دو جنسوں میں کوئی فرق پایا جاتا ہے۔ اس ریسرچ میں شامل رضاکار لڑکوں اور لڑکیوں نے ایک 5 منٹ کی ویڈیو کا مشاہدہ کیا۔ خاتون سائنسدان کیتھرین اور انکے معاونین نے اس ویڈیو کے 12 مختلف ایڈیشن تیار کیئے جن میں مختلف ڈرامے کے سین دکھائے گئے اور اُن سب میں ایک پروفیسر (مرد یا عورت) کو اپنے جنس مخالف طالبعلم (لڑکا یا لڑکی) سے کوئی معاملے کرتے ہوئے دکھایا گیا جبکہ اُن ویڈیوز میں سے ہر ایک میں سائنسدانوں نے مختلف صورت حال پیش کی۔ اِس تحقیق کے نتائج نے بھی سابقہ ریسرچ کے نتائج کی تائید کی کہ مرد ہمیشہ عورتوں کے رویے کے متعلق غلط اُمیدیں (false expectations and hopes) قائم کر لیتے ہیں۔ کیتھرین اور انکے معاونین نے اپنی تحقیق کے ضمن میں لکھا:

"To summarize, this study adds to the generality and robustness of the finding that men are more likely than women to misperceive women's interpersonal behavior. The ratings of men and women differ not only when a female is subordinate in a relationship, but also when she is superior. Furthermore, men's misperceptions of women's behavior persist over increasing levels of harassment with few exceptions. Perhaps most important, men's misperceptions persist regardless of whether the student accepts or rejects the professor's advances." (1)

"المختصر کہ یہ تحقیق سابقہ ریسرچ کے نتائج کو تقویت پہنچاتی ہے۔ عورتوں کے

مقابلے میں مرد حضرات کا امکان زیادہ ہوتا ہے کہ وہ خواتین کے مردوں سے معاملہ کرنے کے رویے کا ادارک غلط کرتے ہیں۔مردوں اور عورتوں کی سوچ میں یہ فرق نہ صرف اس وقت پایا گیا جب کہ ویڈیو میں دکھائی جانے والی عورت ماتحت تھی بلکہ اس وقت بھی جب کہ عورت کی پوزیشن مرد سے اوپر تھی۔غالباً سب سے اہم بات یہ ہے کہ مرد اپنی غلط فہمی پر اڑے رہے چاہے ویڈیو میں دکھائی جانے والی طالبہ نے اپنے مرد پروفیسر کی عشق اور محبت کی پیش کش کو قبول کیا یا رد کر دیا۔''

کوایجوکیشن،مردوں عورتوں کی ایک ساتھ نوکریاں یا دیگر مخلوط ماحول وغیرہ میں یہ بات عام ہوتی ہے کہ اُس مخلوط ماحول میں کسی نامحرم عورت سے گفتگو کرتے ہوئے یا اس کے کسی عمل یا رویے سے مرد حضرات اُس عورت کے متعلق خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اُس عورت کی طرف اُس غلط فہمی کی بنا پر پیش قدمی کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔تب جا کر انہیں علم ہوتا ہے کہ وہ جس امید کو اپنے دل میں لیئے بیٹھے تھے اُس عورت کا ذرا برابر بھی اُن کے متعلق ایسا کوئی ارادہ نہ تھا بلکہ اس عورت کے وہم وگمان میں بھی نہیں ہوتا کہ اس کے کسی رویے سے یا بات چیت سے وہ نامحرم مرد اُس عورت سے محبت کی امید لگا کر بیٹھ گیا ہے۔ اوپر بیان کی گئی تحقیق سے ایک بات یہ بھی ثابت ہوتی ہے کہ اگر مرد حضرات عورت کے کسی رویے سے اس کے بارے میں غلط فہمی کا شکار ہو جائیں تو پھر چاہے عورت صفائی پیش کرے لیکن اکثر مرد حضرات اُس خوش فہمی کی خیالی دنیا سے باہر نکلنا پسند نہیں کرتے۔

ان تحقیقات کی روشنی میں اسلام کے حجاب کے حکم کی حکمت سمجھ میں آسکتی ہے۔اسلام برائی کو جڑ سے ختم کرتا ہے۔اسلام مردوں کی نفسیاتی کمزوری اور نقص سے بخوبی واقف ہے۔یہی وجہ ہے کہ اسلامی معاشرے میں عورتوں اور مردوں کو آزادانہ گھلنے ملنے کی اجازت

---

(1) Johnson, C. B., Stockdale, Margaret S., Saal, Frank E. (1991). "Persistence of Men's Misperceptions of Friendly Cues across a Variety of Interpersonal Encounters." Psychology of Women Quarterly 15: 463-475.

نہیں ۔اسلام مردوں کوایسا موقع ہی نہیں دیتا کہ وہ نامحرم خواتین سے آزادانہ گفتگویا میل جول کریں اور پھران کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار ہوں ۔اگر نامحرم مرداور عورت کی گفتگو کرنے کی نوبت آجائے تو خواتین کو یہ حکم ہے کہ وہ پردے کے پیچھے سے گفتگو کریں (نقاب پہن کر گفتگو کریں)اور مردوں گفتگو میں لوچ دار انداز یا ہنسی مذاق نہ اختیار کریں تا کہ مرد حضرات ان کے بارے میں کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفاًo (سورہ الاحزاب: ۳۲)

''تم دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو۔''

باب نمبر 4

نقاب میں عورتوں کی حقیقی آزادی

غیر مخلوط محفلیں ،آخر کیوں؟

اسلام اپنے پیروکاروں کو ہر شعبے میں مکمل نظام حیات مہیا کرتا ہے۔اسلام عورتوں کے گھر سے باہر نکلنے پر پابندی عائد نہیں کرتا۔اسلام عورت کو پردے کی حدود میں رہتے ہوئے ضرورت کے تحت باہر نکلنے کی اجازت دیتا ہے البتہ معاشرے میں جہاں کہیں عورتوں مردوں کے اختلاط اور فتنے کا ذرا برابر اندیشہ ہو وہاں اسلام ڈھیل دینا برداشت نہیں کرتا۔یہاں پر اس سلسلے میں اسلام کے چند احکامات بیان کیئے جاتے ہیں:

سورہ النور میں اللہ تعالیٰ نے مومن مردوں اور عورتوں کو حکم دے دیا کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں۔اسی طرح لَاتَقْرَبُوْ الزِّنَا (بدکاری کے قریب بھی مت جاؤ) کے قرآنی حکم کے تحت پردہ دروازہ بند کر دیا گیا جو انسان کو برائی کی طرف ابھارے۔

سورہ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْ هُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْ هُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ ط ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ. (سورہ الاحزاب: آیت 53)

گو کہ یہ حکم اول اول ازواج مطہرات کے لیئے نازل ہوا تھا اور اس حکم کے بعد ازواج مطہراتؓ کے گھروں میں دروازوں پر پردے لٹکا دیئے گئے۔اب چونکہ حضور ﷺ کا گھر تمام مسلمانوں کے لیئے نمونے کا گھر ہے اس لیئے تمام مسلمانوں کے گھروں پر بھی پردے لٹکا دیئے گئے۔آیت کے آخری فقرے میں اس بات کا واضح اشارہ ہے کہ جو لوگ بھی

مردوں اور عورتوں کے دل پاک رکھنا چاہتے ہیں، انہیں یہ طریقہ اختیار کرنا چاہیئے۔

قرآن نے مسلمان عورتوں کو نامحرم مردوں سے پردے کے پیچھے سے گفتگو کرنے کا طریقہ بھی واضح کر دیا:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (سورہ الاحزاب: 32)

(مردوں سے تم دبی زبان سے بات نہ کرو کہ جس شخص کے دل میں کوئی خرابی ہے وہ تم سے کچھ توقعات وابستہ کر بیٹھے بلکہ صاف سیدھی بات کرو)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی شخص کسی نامحرم عورت کے پاس مت داخل ہو، سوائے اسکے کہ اس شخص کے ساتھ ایک یا دو مرد ہوں"۔ (صحیح مسلم)

گھر سے باہر کے پردے سے متعلق حضور ﷺ نے فرمایا:

مثل الوافلة فی الزینة فی غیر اهلها کمثل ظلمة یوم القیمة لانور لها.

(ترمذی)

(اجنبی مردوں میں زینت کے ساتھ ناز و انداز سے چلنے والی عورت ایسی ہے جیسے روز قیامت کی تاریکی کہ اس میں کوئی نور نہیں)

مسلمان عورتوں کو باہر خوشبو لگا کر نکلنے سے منع کیا گیا ہے (بحوالہ مسند احمد، ترمذی)۔ اسی طرح مسجدوں میں عورتوں کے لیئے بہترین صفیں سب سے پچھلی صفیں قرار دی گئیں جو مردوں کی صفوں سے نہایت دور رہوتی ہیں (بحوالہ صحیح مسلم) یعنی نماز جیسی مقدس محفل میں بھی عورتوں اور مردوں کی مخلوط محفل کی اجازت نہیں دی گئی تو باقی حالات میں اسلام کیسے محفلوں کی اجازت دے سکتا ہے چاہے وہ مخلوط تعلیم ہو یا سواریاں ہوں یا مخلوط نوکریاں ہوں یا پارکوں، تفریح گاہوں یا قہوہ خانوں (Restaurants) میں بے پردگی ہو۔

عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ عید کی نماز پڑھی اور نماز کے بعد آپ ﷺ نے خطبہ دیا۔ پھر حضور ﷺ عورتوں کی طرف گئے اور انہیں ایک علیحدہ خطبہ دیا جس میں انہیں عذاب سے ڈرایا اور صدقے کی ترغیب دی۔ (صحیح بخاری)

علامہ ابن حجر عسقلانیؒ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: ''اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ عورتوں کی طرف علیحدہ گئے جس سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں عورتوں کا اجتماع مردوں سے علیحدہ تھا اور وہ مخلوط اجتماع نہ تھا۔'' (فتح الباری-2/466)

سنن ابو داؤد کی حدیث میں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے باہر بھیڑ میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط (Mixing together) دیکھا تو آپ ﷺ نے عورتوں سے فرمایا کہ وہ گلیوں کے درمیان میں نہ چلیں بلکہ کناروں پر چلیں تا کہ مردوں سے بھیڑ کی وجہ سے ٹکراؤ نہ ہو۔ مزید برآں، مسلمان مردوں کو جنازے میں شرکت کی ترغیب دی گئی ہے لیکن عورتوں کو مردوں سے اختلاط سے بچنے کی خاطر شرکت جنازات سے منع کیا گیا ہے۔

علمائے اسلام اس حقیقت سے بخوبی واقف تھے۔ مثلاً عظیم حنفی عالم امام سراکشیؒ اپنی معرکۃ الآراء کتاب المبسوط میں لکھتے ہیں:

''مسلمان قاضی کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے عدالتی بیان مردوں سے علیحدہ لے کیونکہ عدالتوں میں لوگوں کا ہجوم ہو جاتا ہے۔ یہ بات واضح ہے ایسی بھیڑ والی جگہ میں مردوں اور عورتوں کے اختلاط سے بہت سے فتنے جنم لیتے ہیں اور برے نتائج سامنے آتے ہیں۔'' (1)

محدث امام شرف الدین نوویؒ لکھتے ہیں:

''آج کل کے دور کی ایک نہایت بری بدعت جس میں چند جاہل لوگ ملوث ہیں، وہ عادت ہے کہ چاند کی نویں تاریخ کو یہ لوگ جبل عرفات پر جا کر موم بتیاں جلاتے ہیں۔ یہ نہایت گمراہ کن فعل ہے اور اِس میں بہت سی برائیاں جمع ہیں مثلاً مردوں اور عورتوں کا آزادانہ

---

(1) المبسوط، امام سراکشی، جلد 16، ص 80، مطبوعہ بیروت

اختلاط۔''(1)

اسلامی فقہ کی کتاب ''الفواکہ الدیوانی''میں تو ایک علیحدہ باب میں یہ بحث کی گئی ہے کہ شادی کی دعوت سے کن حالات میں انکار کیا جا سکتا ہے۔اس میں لکھا ہے:

''شادی کی دعوت کو اس صورت میں انکار کیا جا سکتا ہے جب شادی کی تقریب میں کوئی واضح برائی ہو رہی ہو مثلاً عورتوں مردوں کا آزادانہ اختلاط (free mixing of men and women) (یعنی عورتوں کا نامحرم مردوں کے سامنے بے پردہ ہونا، شادی کی تقریب میں لڑکیوں کو اجنبی لڑکے دیکھ سکتے ہوں)''

نوجوان لڑکیوں کا اپنے گھروں کو سب سے محفوظ جگہ قرار دینا: آسٹریلیا میں کی گئی ایک سائنسی تحقیق

ماضی میں دنیا کے تمام معاشروں میں مردوں کا دائرہ کار گھر سے باہر ہوتا تھا جبکہ خواتین گھروں میں رہ کر خاندان کی پرورش کیا کرتی تھیں۔لیکن افسوس کہ جدید سیکولر معاشروں میں، تحریک نسواں اور میڈیا کی ملی بھگت سے آج عورتوں کو آزادی کا جھانسہ دیکر گھروں سے باہر نکالا جا رہا ہے تا کہ وہ زیادہ وقت پبلک میں گزاریں۔چاہے وہ کیریئر کا کھوکھلا نعرہ ہو یا عورتوں کی کھیلوں اور میراتھان میں شمولیت یا صرف آزادئ نسواں کا دیومالائی تصور۔تاہم میڈیا اور سرمایہ داروں کی اتنی محنت کے باوجود وہ عورت کو آزادی کا جھانسہ تو دے سکتے ہیں یا اس کی فطرت مسخ تو کر سکتے ہیں لیکن عورت کی نیچر کو بدل نہیں سکتے کیونکہ عورتیں فطرتاً گھروں میں رہنا پسند کرتی ہیں۔اس سلسلے میں آسٹریلیا کی ایڈتھ کوین یونیورسٹی (Edith Cowen Universtiy) کی پروفیسر ڈاکٹر کینڈی جیمس (Dr. Kandy

(1) المجموع، امام شرف الدین نووی، جلد 8، ص 140، طبع مصر

(James) نے بہت دلچسپ عمرانی تحقیقات کی ہیں۔اپنی پہلی ریسرچ میں ڈاکٹر کینڈی نے آسٹریلیا کی 10 سالہ لڑکیوں کا سروے کیا جس میں انہیں پتہ چلا کہ ان لڑکیوں نے اپنے بیڈ روم کو ایسی تفریحی جگہ قرار دیا جہاں وہ اپنے متعلق سب سے کم فکرمند ہوتی ہیں۔ان لڑکیوں نے اپنے بیڈ روم کو ایسی جگہ قرار دیا جہاں وہ سب سے زیادہ وقت صرف کرنا چاہتی ہیں۔یہ تحقیق سائنسی جریدے Health Promotion Journal of Australia کے 1998ء کے شمارے میں چھپی۔ (1)

اِن نتائج نے ڈاکٹر کینڈی کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اس تحقیق کو مزید گہرائی میں انہی لڑکیوں پر جاری رکھیں جن کی عمریں اب 16 برس کی ہو چکی تھیں۔اس دوسری ریسرچ کا مقصد ان وجوہات کا پتہ لگانا تھا کہ لڑکیوں کا اپنے بیڈ رومز کے متعلق یہ رویہ کیوں ہے۔یہ تحقیق نہایت سائنسی انداز میں کی گئی۔اس سلسلے میں دونوں جنسوں میں فرق پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر کینڈی نے بیان کیا: ''گو کہ لڑکے بھی اپنے فارغ وقت کا کچھ حصہ اپنے بیڈ روم میں گزارتے ہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ بیڈ روم ان کی شناخت کے لیئے اتنے اہم نہیں جتنے لڑکیوں کی شناخت کے لیئے اہم ہوتے ہیں۔''(2)

اصل سائنسی سروے 276 نوجوان لڑکیوں پر کیا گیا تھا۔اس تجربے سے ملنے والی معلومات کا تجزیہ (data analysis) کرنے کے بعد ڈاکٹر کینڈی نے لڑکیوں کے جوابات کی وجوہات کا بنظر غائر مطالعہ کیا۔ایک وجہ جس کو دیکھا گیا وہ اپنے جسم کے متعلق تصور (body image) تھا یعنی اردگرد کے ماحول اور لوگوں کی موجودگی کا لڑکی کی عزت نفس اور اپنے جسم کے

---

(1) James, Kandy (1998). "Deterrents to active recreation participation: Perceptions of year 10 girls." Health Promotion Journal of Australia 8(3): 183-189.

(2) James, Kandy (2001). ""I Just Gotta Have My Own Space!": The Bedroom as a Leisure Site for Adolescent Girls." Journal of Leisure Research 32(1): 71-90.

متعلق اپنا تصور پر اثر ہے۔مثلاً بیتھ (Beth) نامی ایک لڑکی نے بتایا:

''جب میں بہت ڈیپریس ہوتی ہوں تو میں اپنے کمرے میں جا کر روتی ہوں .....یہ مجھے احساس تحفظ فراہم کرتا ہے۔'' (بحوالہ:ایضاً)

جن طبعی عناصر کا اس تحقیق میں مطالعہ کیا گیا ان میں سے ایک عنصر محفوظ اور بے خطر جگہ کی خواہش تھی۔ اکثر لڑکیوں نے اپنا زیادہ وقت اپنے گھروں میں اپنے کمرے میں گزارنے کا انتخاب اس لیئے کیا تھا کہ وہاں ایک محفوظ ماحول ہوتا ہے۔مثلاً فازیہ (Fazia) نامی ایک لڑکی نے بتایا:''میرا کمرہ میرے لیئے سب سے محفوظ جگہ ہے اور جب میں اپنے کمرے میں ہوتی ہوں تو اس کو بند کر کے رکھتی ہوں۔'' جوائے (Joy) نامی لڑکی نے ڈاکٹر کینڈی کے سروے میں اپنے گھر کے کمرے کے متعلق بتایا:''یہ ایک واحد جگہ ہے جہاں میں اپنے آپ کو محفوظ سمجھتی ہوں۔''اسی طرح اس تحقیق میں شامل دوسری لڑکیوں نے اپنے کمروں کے لیئے ایسے الفاظ استعمال کیئے مثلاً "my room"(میری جائے پناہ)"my refuge" (میری پناہ گاہ)اور(my little world)(میری چھوٹی سی دنیا)۔ (بحوالہ ایضاً)

لڑکیوں کی اپنے گھروں میں اپنے کمرے سے جذباتی لگاؤ کی مزید وجہ ان کمروں سے ان کی وابستہ یادیں تھیں جو انہیں احساس تحفظ مہیا کرتی تھیں۔تحقیق میں شامل ایک لڑکی جسکا نام کے ای (Kaye) تھا۔نے بتایا:''میں اپنے گھر میں اپنے وقت کا بیشتر حصہ اپنے کمرے میں صرف کرتی ہوں .....میرے اردگرد میری تمام پسندیدہ چیزیں ہوتی ہیں .....یہ چیزیں میرے وجود کا حصہ ہیں اور یہی وہ جگہ ہے جہاں میں رہنا چاہتی ہوں۔''اسی طرح فازیہ (Fazia)نے سروے میں بتایا:

"It's your place, where you just feel safest, the most comfortable, with all your stuff around."

''یہ آپ کی اپنی جگہ ہے جہاں آپ خود کو سب سے زیادہ محفوظ سمجھتی ہیں اور سب سے

زیادہ پرسکون، جہاں آپ کی تمام چیزیں آپ کے پاس ہوتی ہیں۔'' (بحوالہ ایضاً)

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ چونکہ خواتین گھر کی منتظمہ (home-consultants) ہوتی ہیں اس لیئے انہیں اپنے گھر اور اُس سے متعلق اشیاء سے جذباتی وابستگی ہوتی ہے۔جیسا کہ اس تحقیق میں بھی دیکھا گیا۔اس کے برعکس مرد شاید ہی اپنے گھروں سے ایسی جذباتی وابستگی رکھتے ہیں کیونکہ قدرت نے انہیں اپنی فیملی کے لیئے گھر سے باہر جا کر نان نفقہ کا بندوبست کرنے والا بنایا ہے جسکی وجہ سے ان کا بیشتر وقت گھر سے باہر گزرتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ فیملی میں نان نفقہ کی ذمہ داری اسلام نے مرد پر رکھی ہے اور قیامت کے دن مرد سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔دوسری طرف گھریلو ذمہ داریاں صحیح طرح ادا نہ کر سکنے پر قیامت والے دن عورت کی بازپرس ہوگی جبکہ ملازمت نہ کرنے پر اسکی بازپرس نہ ہوگی۔حدیث نبوی ﷺ میں ہے:

اَلْمَرْاَۃُ رَاعِیَۃٌ عَلٰی بَیْتِ زَوْجِھَا وَوَلَدِہٖ وَھِیَ مَسْئُوْلَۃٌ عَنْھُمْ

(صحیح بخاری– کتاب الجمعہ)

''عورت اپنے خاوند کے گھر اور اولاد کی نگران ہے اور اس سے (قیامت کے روز) اس بارے میں باز پرس ہوگی۔''

مزید برآں، ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیئے کہ اس تحقیقات میں شامل تمام لڑکیوں کا تعلق مغربی آسٹریلیا سے ہے جنہوں نے اپنی آزادئ رائے کو استعمال کرتے ہوئے پبلک جگہوں کی بجائے اپنے گھروں کو تفریح گاہ کے طور پر منتخب کیا۔اپنی تحقیق کے نتائج پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر کینڈی نے بیان کیا:

"Girls were concerned about how their actions might appear to others. They reported enjoying being in their bedrooms because they could 'be themselves'. This implies that many girls portray a 'self' that is not their real self when in public." (1)

''لڑکیاں اس بارے میں فکرمند تھیں کہ ان کی حرکات وسکنات کے متعلق دوسرے لوگ کیا سوچیں گے۔انہوں نے یہ بتایا کہ وہ اپنے بیڈرومز میں زیادہ پرسکون محسوس کرتی ہیں کیونکہ وہ اپنی

اصلی حالت میں ہوتی ہیں۔اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ لڑکیاں گھر سے باہر ایک مصنوعی وجود کا اظہار کرتی ہیں جو ان کا اصل وجود نہیں ہوتا۔''

یہاں پر ڈاکٹر جیمز کینڈی نے بہت گہرا مشاہدہ بیان کیا ہے۔گھر سے باہر جب نامحرم مرد انہیں دیکھ رہے ہوں تو لڑکیاں اس بارے میں بہت خبردار اور حساس (conscious) ہو جاتی ہیں۔چنانچہ وہ پبلک میں اپنے آپ کو ایک مصنوعی غلاف میں پیش کرنا پسند کرتی ہیں۔یہی وجہ ہے کہ بعض غیر مسلم خواتین بلکہ کئی مسلمان خواتین بھی پبلک میں مردوں کے گھورنے کو پسند نہیں کرتیں اور اس سے دفاع کے لیئے دھوپ کے چشمے (Sunglasses) لگا لیتی ہیں تا کہ وہ کسی طرح غیر مردوں کی نگاہوں سے بچ سکیں۔اسلام خواتین کو اس دردسری سے نجات دلا دیتا ہے۔ جب ایک مسلمان عورت مکمل حجاب اور نقاب کے ساتھ گھر سے باہر پبلک مقامات پر جاتی ہے تو اسے اپنی شخصیت پر نفسیاتی طور پر ایک مصنوعی خول نہیں چڑھانا پڑتا کیونکہ کوئی نامحرم مرد اُس کی خوبصورتی سے لطف اندوز ہو ہی نہیں سکتا۔اس کا چہرہ اور اسکا جسم مکمل طور پر ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔پس گھر عورت کو تحفظ اور خلوت مہیا کرتا ہے جسے خواتین فطرتاً پسند کرتی ہیں جبکہ برقعہ خواتین کو چلتی پھرتی گوشہ نشینی (portable seclusion) کا ذریعہ مہیا کرتا ہے جیسا کہ مغربی خاتون محقق حنا پاپانک (Hanna Papanek) نے برقعہ پر اپنی ریسرچ میں بتایا تھا۔

مسلمان عورت کا سیاہ رنگ کا برقعہ اور کعبے کا سیاہ رنگ کا غلاف

تاریخ انسانی میں پہلی مرتبہ مذہب اسلام نے عورت کی شخصیت اور روحانی وجود کو تسلیم کیا اور اسے احترام کا مقام دیا۔مسلمان عورت کے پردے کو اسی پیرائے میں سمجھا جا سکتا ہے۔کالے رنگ کے برقعے اور نقاب میں ملبوس عورت حکم شریعت ماننے کی وجہ سے تقدس و

(1) James, Kandy (2001). ""I Just Gotta Have My Own Space!": The Bedroom as a Leisure Site for Adolescent Girls." Journal of Leisure Research 32(1): 71-90.

احترام میں کعبۃ اللہ کے کالے غلاف سے مشابہ نظر آتی ہے۔یہ ایک ایسی حقیقت ہے جو بعض غیر مسلم مفکرین کی نگاہوں سے بھی اوجھل نہ رہ سکی۔ایک غیر مسلم فرٹز مائر (Fritz Meir) نے ایک مرتبہ اپنے شاگردوں کو اس سلسلے میں بتایا:

> ''کعبۃ اللہ دراصل قدیم ترین دور کی علامت ہے اور کسوئ (غلاف کعبہ) ایک کالا برقعہ جو کعبہ ہر وقت اوڑھے رہتا ہے دراصل ایک نقاب ہے اور اس نقاب کو اٹھا کر ہی ہم حقیقت تک پہنچ سکتے ہیں۔ کعبے کے نقاب کا سیاہ رنگ ایک مذہبی عالم کے لیئے ایک طرح کی پراسراریت ہوتا ہے جبکہ وہ اس کے گرد چکر لگا رہا ہوتا ہے.....'' (1)

یہاں پر مائر کا مشاہدہ بالکل صحیح ہے کیونکہ دنیا کے تقریباً تمام کلچرز میں سیاہ رنگ پراسراریت (mystery) کی عکاسی کرتا ہے۔اسلامی معاشروں میں ہم عام طور پر دیکھتے ہیں کہ مردوں کے لباس سفید رنگ کے ہوتے ہیں جبکہ سیاہ رنگ کا لباس (برقعہ یا عبائے کے ساتھ نقاب)۔مسلمان عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے۔سیاہ رنگ نسوانیت اور قیمتی شے کی پراسراریت کی علامت ہوتا ہے اور یہی رنگ غلاف کعبہ کا بھی ہے۔

غلاف کعبہ (کسوئ) کے سیاہ رنگ سے متاثر ہو کر روس کے جدید آرٹ کے عظیم مصور کازیمیر مالی وچ (Kasimir Malevich) یاد آجاتا ہے کہ جب اس نے اپنی مشہور پینٹنگ Black Square بنائی تو وہ دراصل کعبے کی تصویر تھی اور غالباً کازیمیر کو خود بھی علم نہیں تھا کہ یہ کعبے کی تصویر ہے۔یہ تصویر اس نے وجدان سے بنائی اور اسے جدید دور

---

(1) Meier, F. (1955) "The Mystery of the Ka'aba: Symbol and Reality in Islamic Mysticism", in Joseph Campbell (ed.) The Mysteries: Papers from the Eranos Yearbooks, London

کی انتہاء کی علامت (Absolute Symbol of Modernity) قرار دیا بلکہ کہا کہ یہ سب کہانیوں کی انتہاء (The End of All Stories) ہے۔یہی نہیں بلکہ اس روسی مصور نے بتایا کہ "Black Square" کی پینٹنگ بناتے ہوئے اس پر عجیب قسم کی ہیبت طاری ہوگئی تھی لیکن جب وہ اس پینٹنگ (Painting) کے اختتام پر پہنچا تو اسے ایک عجیب قسم کے سکون کا احساس ہوا جس احساس کو اس نے اپنی زندگی کا حاصل قرار دیا۔

مالیوچ کے انہی احساسات پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانوی سیاح اور مفکر بروس چیت ون (Bruce Chatwin) اپنی کتاب "What am I doing here?" میں لکھتا ہے:

''روسی مصور مالیوچ (Malewich) کی کالے مکعب (Black Square) کی پینٹنگ اسکی جدید دور کی انتہاء، دراصل مکہ میں کالے غلاف (نقاب) میں ملبوس کعبے کی پینٹنگ کے مترادف ہے۔بنجر زمین کی وادی میں واقع ایک مقدس عبادت گاہ جہاں پر خدا کے حضور میں سب لوگ برابر ہوتے ہیں۔'' (1)

الغرض، مسلمان عورت کا سیاہ رنگ کا برقعہ اور نقاب اسے نہ صرف وقار اور ہیبت عطا کرتا ہے بلکہ یہ پیغام بھی دیتا ہے کہ یہ سیاہ رنگ کا برقعہ اور نقاب دقیانوسیت کی نشانی نہیں بلکہ جدید دور کی علامت (absolute symbol of modernity) ہے اور پردہ کرنے والی مسلمان عورت دنیا کی سب سے زیادہ ماڈرن عورت ہے۔

نقاب خواتین کو مردوں کی نظری چوری نجات دلاتا ہے:

(Niqab saves women from the visual theft of men)

چند برس قبل امریکہ کے اخبار The Sunday Gazette Mail کے 15 مئی

(1) Chatwin, Bruce (1990). What am I doing here? New York, Penguin.

1994 میں خواتین کے متعلق ایک مضمون شائع ہوا جس میں انہوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ ''آجکل کی خواتین اب نیم عریاں ہوکر اپنی طاقت پر بھروسہ کرنے کی بجائے پورا لباس پہن کر اپنی طاقت پر بھروسہ کرنے لگی ہیں۔''

آجکل کی مغربی خواتین میں شرم وحیا کی قدر و قیمت کو دوبارہ دریافت کرنے کی جدید رجحان پر تبصرہ کرتے ہوئے امریکہ کی یہودی مفکر خاتون وینڈی شیلیٹ (Wendy Shelit) اپنی کتاب A Return of Modesty میں رقمطراز ہے:

''یہ لباس کے ساتھ ''عورت کی طاقت'' کا احترام ہی تھا جس کی وجہ سے ایک زمانہ تھا کہ مردوں کے لیئے یہ ناممکن تھا کہ عورت کو ایک تفریح کا کھلونا سمجھتے۔ اسکی بجائے خواتین ایک گہری اور بنیادی اہمیت کی حامل شخصیت بن جاتی ہیں جو ایک گہرے اور حیرت انگیز راز کی مالک ہوتی ہیں جو صرف اسی کے سامنے افشا کیا جاتا ہے جو مرد یہ ثابت کرے کہ وہ اس کا اہل ہے۔'' (1)

فی الحقیقت اسلامی حجاب اور نقاب سوسائٹی کے مردوں کو یہی پیغام تو دیتے ہیں کہ عورت ایک نمائشی شوپیس نہیں بلکہ برقعہ یا اوڑھنی میں ملبوس یہ عورت ''ایک گہرے اور حیرت انگیز راز کی مالکہ'' (possessor of a deep and wondrous secret) ہے۔

چہرے کا پردہ کرنے والی عورت پبلک میں اس چیز سے محفوظ ہوتی ہے کہ وہ مردوں کی نظروں کی چوری (Visual theft) کا شکار ہوسکے۔ چنانچہ کوئی مرد بھی اس عورت کی مرضی کے بغیر اس کی خوبصورتی سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔ ایسی عورت تانک جھانک کرنے والی آنکھوں سے محفوظ رہتی ہے۔

سر سے پاؤں تک اپنے جسم کو ڈھانکنے والی عورت اس قابل ہوجاتی ہے کہ وہ اپنا مادی وجود صرف اپنی فیملی اور اپنی سہیلیوں (family and sorority) کے سامنے ظاہر کرسکے۔ دراصل اسلامی حجاب ایک طرح کی اخلاقی برساتی (moral raincoat) کا

(1) Shalit, Wendy (1999). A Return To Modesty: Discovering the Lost Virtue. New York, The Free Press.

کام کرتا ہے جو کہ بالخصوص جدید یت کے بے رحم موسم میں بہت مددگار ثابت ہوتا ہے۔ برطانیہ کے نومسلم سکالر شیخ عبدالحکیم مراد کے الفاظ میں:

"Islamic hijab (and niqab) allows a vision of a Muslim woman as liberated not from tradition and meaning, but from ostentation and from subjection to random visual theft by men." (1)

(اسلامی حجاب ونقاب ایک آزاد عورت کا تصور پیش کرتا ہے جو کہ اپنی اقدار اور روایات سے آزاد نہیں ہوتی بلکہ نمود ونمائش سے آزاد ہوتی ہے اور مردوں کی نگاہوں کی ڈاکہ زنی سے پردہ کرنے والی عورت کی عزت محفوظ ہو جاتی ہے)۔

اپنی معروف ومشہور کتاب "Ways of Seeing" میں برطانیہ کے نامور آرٹ کے نقاد اور مصور جان برجر (John Berger) نے مغربی مصوری کی تاریخ کے عورت کے جسم کی تصویر کشی پر تحقیق کی۔ اپنی کتاب میں برجر نے نہایت خوبصورتی کے ساتھ مردانہ گھورنے (male gaze) یا مردانہ ٹکٹکی باندھنے کے معاملے کا خلاصہ ان الفاظ میں پیش کیا ہے:

"Men look at women. Women watch themselves being looked at. This determines not only most relations between men and women but also the relation of women to themselves. The surveyor of woman in herself is male: the surveyed female. Thus she turns herself into an object - and most particularly an object of vision: a sight." (2)

''مرد عورتوں کی طرف گھورتے ہیں۔ عورتیں یہ جانتی ہیں کہ انہیں دیکھا جا رہا ہے۔ یہ چیز نہ صرف مردوں کے عورتوں سے اکثر تعلقات کا تعین کرتی ہے بلکہ عورتوں کے اپنے آپ سے تعلق (یعنی اپنے متعلق ذاتی رائے) کا بھی فیصلہ کرتی ہے۔ عورت کی ذات کا مشاہدہ کرنے

(1) Murad, Abdal Hakim (T.J. Winter) (April 1999). Islam, Irigaray, and the retrieval of gender. UK

(2) Berger, John (1972) Ways of Seeing. London, Penguin.

والا مرد ہوتا ہے اور جس کا مشاہدہ کیا جا رہا ہے وہ عورت۔ چنانچہ عورت اپنے آپ کو ایک "شے" سمجھنا شروع کر دیتی ہے اور بالخصوص دیکھی جانے والی شے یا نمائش کی جانے والی چیز۔"

چہرے کا پردہ یا نقاب عورت کو اِسی مردانہ نظر یا ٹکٹکی (male gaze) سے بچاتا ہے۔ نامحرم مردوں کے سامنے اپنی شناخت کو چھپا کر نقاب ایک عورت کو دیکھی جانے والی چیز (object of vision) بننے سے بچالیتا ہے۔ نقاب عورتوں کی مردوں کی نظر کے مکروہ اثرات سے بھی بچاتا ہے جس کی وجہ سے باپردہ خواتین اپنے چہرے کے خدوخال کے معاملے میں احساس کمتری کا شکار نہیں ہوتیں۔

قرآن میں سورہ النور میں مردوں کے عورتوں کو گھورنے یا ٹکٹکی باندھنے (male gaze) کے معاملے کی طرف واضح طور پر اشارہ کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ چیز مردوں کے قلوب کو تباہ کر کے رکھ دیتی ہے:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَذْكٰى لَهُمْ. (سورہ النور–آیت -30)

(مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں۔ یہ ان کے لیئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے)

دلچسپ بات یہ ہے کہ آیت کے اگلے حصے میں خواتین سے خطاب ہے: "مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی عفت کی حفاظت کریں اور اپنے بناؤ سنگھار نہ دکھائیں..... اور اپنے اوپر اوڑھنیاں ڈال لیں۔" (سورہ النور: آیت 31)

اس آیہ مبارکہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کینیڈا کی نومسلم خاتون محقق کیتھرین بلاک (Katherine Bullock) نے بہت اہم نکتہ بیان کیا ہے:

"جب اِن دونوں آیات کو ایک ساتھ دیکھا جائے تو میری سمجھ میں یہ بات آئی ہے کہ

قرآن نے ایک طرف تو مردوں کو اپنی نگاہیں نیچی کرنے کا حکم دیا لیکن دوسری طرف خواتین کو ایک مزید حکم اوڑھنیاں (چادریں) لینے کا دیا کیونکہ یہ چیز مردوں کی نگاہوں (male gaze) سے بچا کر عورتوں کی عفت وعصمت کی حفاظت کرتی ہے۔" (1)

چنانچہ قرآن کے حکم حجاب میں عورتوں کے لیئے فائدہ ہی فائدہ ہے۔اسلامی حجاب خواتین کو مردوں کی نگاہوں کی چوری (visual theft) سے ایک ڈھال کی طرح بچاتا ہے۔

نقاب میں عورتوں کی حقیقی آزادی

نقاب خواتین کی آزادی میں رکاوٹ نہیں ڈالتا بلکہ اُن کو حقیقی آزادی بخشتا ہے۔ نقاب عورتوں کے ضرورت کے تحت باہر نکلنے کو آسان بناتا ہے۔اسلام عورتوں کو پبلک مقامات پر جانے کی اجازت دیتا ہے بشرطیکہ عورت اسلام کے حجاب اور نقاب کے احکامات کی پابندی کرے۔رسول کریم ﷺ نے ایک حدیث میں فرمایا:

قَد اَذِنَ اللّٰہُ لَکُنَّ اَن تَخرُجنَ لِحَوَائِجِکُنَّ. (بخاری) (2)

(اے عورتو! اللہ تعالیٰ نے تم کو کام کاج کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دی۔)

یہی وجہ ہے کہ تاریخی لحاظ سے اسلامی معاشروں میں نقاب کو ہمیشہ مسلمان خواتین کی آزادی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔اسی وجہ سے لونڈیاں چہرے کے پردے کے حکم سے مستثنیٰ ہوتی تھیں کیونکہ ان کے پاس آزادی نہیں ہوتی تھی اور چہرے کا پردہ آزاد عورتوں کی علامت ہے۔ آج مغربی میڈیا پر مسلمان عورت کے پردے کیخلاف پراپیگنڈے کے باوجود برقعے اور نقاب

(1) Bullock, Katherine (2002) Rethinking Muslim Women and the Veil. Virginia, IIIT.

(2) بخاری، کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوا ئجھن

میں ملبوس خواتین کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حال ہی ہے امریکہ کی مشی گن سٹیٹ یونیورسٹی کے شعبۂ عمرانیات کی محقق خاتون فلارنس میکارتھی (Florence McCarthy) نے بنگلہ دیش کے قصبوں کی مسلمان خواتین پر تحقیق کی۔ اس نے وہاں پر یہ مشاہدہ کیا کہ برقعہ اور شرعی پردے پر عملدرآمد وہاں پر عام ہے۔ بہت سی خواتین نے سروے میں فلارنس کو بتایا کہ انہیں یاد ہے کہ برقعہ ان کی زندگی ہی میں مقبول ہوا (اسلام کے احیاء کی لہر کی وجہ سے) جو زیادہ سے زیادہ پچاس سال پہلے کی بات ہے۔ اس سے پہلے صرف شہروں کی اونچے طبقے کی خواتین برقعہ لیا کرتی تھیں۔ فلارنس میکارتھی کے مطابق بنگلہ دیش کی خواتین میں برقعے اور نقاب کی مقبولیت کی وجہ ان خواتین کے اندر اس احساس پیدا ہونا ہے کہ برقعے کی وجہ سے گھر سے باہر ان کی آزادی میں اضافہ ہوا ہے۔'' (1)

یہ رجحان کسی ایک ملک تک محدود نہیں۔ ماہرین علم عمرانیات ڈبلیو ایل سلوکم (W.L.Slocum)، جمیلہ اختر اور ابرار فاطمہ ساہی نے ایک تحقیق لاہور کے چھ دیہاتوں پر کی اور اُسے پنجاب یونیورسٹی "Social Sciences Research" نے 1960ء میں طبع کیا۔ اس تحقیق میں انہوں نے مسلمان خواتین کی سماجی زندگی کا مطالعہ کیا۔ انہوں نے اپنی تحقیق کے خلاصہ میں لکھا:

"Observation of purdah is a symbol of prestige and fashion in Punjabi villages." (2)

(پنجاب کے دیہاتوں میں خواتین میں پردے پر عمل دراصل عزت اور فیشن کی علامت سمجھا جاتا ہے)

---

(1) McCarthy, F. E. (1967). Bengali Village Women: Mediators between Tradition and Development. (unpublished M.A. thesis) East Lansing, Michigan State University, Department of Sociology.

(2) Slocum, W. L., Akhtar, Jamila and Fatima Sahi, Abrar (1960). Village Life in Lahore District: A Study of Selected Sociological Aspects. Lahore: Social Sciences Research Centre, University of Punjab. p.23

چند سال پہلے امریکہ کے مقبول ترین اخبار نیویارک ٹائمز کے 25 اکتوبر 2002ء کے شمارے میں سعودی عرب کی خواتین پر ایک تحقیق چھپی۔ جسکا عنوان تھا: "Saudis in Bikinis" اس تحقیق کا مصنف نکولس کرسٹاف (Nicholas Kristof) ہے جس کے دل میں اسلام کے لیئے زہر بھرا ہوا ہے اور اس نے مضمون میں جگہ جگہ اپنی خباثت کا اظہار بھی کیا ہے لیکن مضمون نگار اس بات پر اپنا سر پٹخ کر رہ گیا ہے کہ جب اس نے سعودی عرب کی باپردہ مسلمان خواتین کے انٹرویوز کیئے اور ان کے سامنے نقاب اور برقعے کی برائیاں کیں تو اس نے دیکھا کہ تقریباً سبھی سعودی خواتین پردہ کرنے پر خوش ہیں بلکہ پر اعتماد ہیں۔

لانا نامی ایک خاتون جو خوراک کی ڈاکٹر ہے، نے انٹرویو میں کہا: ''میں اپنا جسم اور اپنا چہرہ ڈھانپتی ہوں اور میں خوش ہوں کہ میں ایک مذہبی لڑکی ہوں جو خدا کے احکامات پر عمل کرتی ہے۔ میں کھیلیں کھیل سکتی ہوں اور ریسٹورانٹس میں جا سکتی ہوں اور جو چاہوں پہن سکتی ہوں لیکن مردوں کے سامنے نہیں۔ میں اپنی ٹانگیں اور اپنا جسم مردوں کو کیوں دکھاؤں؟ کیا یہی اصل آزادی ہے؟'' (1)

شہر ریاض کی بہت سی سعودی خواتین نے مضمون نگار نکولا کو انٹرویو کے دوران یہی بات بتائی کہ ''سعودی خواتین ہی اصل میں آزاد خواتین ہیں۔ جنسی استحصال سے آزاد، عریاں فلم اور میڈیا سے آزاد، اپنے اجسام کو گاڑیوں اور کوکا کولا کے اشتہاروں میں استعمال ہوتا دیکھنے سے آزاد۔ یہ دراصل مغربی عورت ہے جسے مردوں نے اپنے ہاتھوں کا کھلونا بنالیا ہے۔'' (1)

مسلمان خواتین کو برقعے کے اندر تخلیئے اور پوشیدگی (Sense of Privacy) کا احساس ہوتا ہے۔ انہیں برقعے میں آزادی محسوس ہوتی ہے۔ شکاگو یونیورسٹی کی محقق خاتون حنا پاپانک

(1) Kristof, Nicholas D. (October 25, 2002). "Saudis In Bikinis." The New York Times

(Hanna Papanek) جس نے پردے کے سسٹم پر انڈیا، بنگلہ دیش اور پاکستان کے خطے میں کئی سال ریسرچ کی۔ اسلامی پردے کے متعلق لکھتی ہے:

''برقعہ خواتین کے لیئے اس بات کو ممکن بناتا ہے کہ وہ تنہائی اور روپوشیدگی میں رہتے ہوئے گھر سے باہر نکل سکیں۔ برقعے کو ایک ایسی شے سمجھا جا سکتا ہے جو آزادی کی خاطر وجود میں آئی اور اکثر خواتین کی اس کے متعلق یہی رائے ہے کہ آزادی بخشتا ہے۔ برقعہ اس بات کا ایک واضح سماجی سگنل ہوتا ہے کہ اس کو پہننے والی ایک خلوت نشین عورت ہے۔ البتہ برقعے کی مخصوص قسم انسان کے معاشی طبقے، دولت، معاشرتی رتبے اور علاقے کی نمائندگی کرتی ہے ..... ایک لحاظ سے دیکھا جائے تو سڑک پر چلنے والے شخص کو برقعے اور نقاب میں ملبوس خواتین کہ جن کی شخصیت پردے کے اندر مستور رہوتی ہے، بالکل ایسے لگتی ہیں جیسے سڑک پر چلنے والے راہ گیر میں گاڑیوں میں سوار لوگ نظر آتے ہیں (یعنی وہ شخص انہیں نہیں دیکھ سکتا لیکن گاڑیوں میں سوار انہیں دیکھ سکتے ہیں)۔'' (1)

(1) Kristof, Nicholas D. (October 25, 2002). "Saudis In Bikinis." The New York Times

باب 6

چہرے کا پردہ
قرآن، حدیث اور علمائے اسلام کی نظر میں

یہ بحث کہ کیا مسلمان خواتین کو گھر سے باہر یا نامحرم مردوں کے سامنے چہرے کا پردہ کرنا چاہیے یا نہیں، دراصل جدید دور کی پیداوار ہے جبکہ مسلمان ممالک کو یورپی اقوام نے اپنا غلام بنایا اور مسلمان خواتین کے چہروں سے نقاب کو زبردستی نوچ کر اتارا۔ پھر جب مسلمان ممالک کو آزادی ملی تو سب نے یہی سمجھا کہ اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں مسلمان خواتین نے نقاب کبھی پہنا ہی نہیں تھا۔ اِس پر مستزاد یہ کہ مسلم ممالک میں اُبھرتی ہوئی میڈیا اور اشتہارات کی صنعت کا تمام تر دارومدار عورت کے چہرے کی نمائش پر ہونا شروع ہوگیا تو اُنہیں بھی اس میں اپنی موت نظر آئی کہ عورت کے چہرے کا نظارہ غیر مرد نہ کریں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ اِس لیے میڈیا نے عورتوں کی بے پردگی کو عام کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور ''روشن خیال مفکروں'' کو ''اسلامی علماء'' کے بھیس میں اِس مہم میں استعمال کیا۔

اسلام میں چہرے کے پردے کے احکامات کو سمجھنے کے سلسلے میں سب سے پہلے ہم قرآن کے دلائل کو دیکھیں گے، پھر احادیث نبویؐ، آثار صحابہ کرامؓ اور علمائے اسلام کے فتاویٰ کو پیش کریں گے۔ یہاں ہمیں یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ بحیثیت مسلمان ہمارے لیئے حجت

(ultimate authority) قرآن وحدیث ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيْناً (الاحزاب:36)

''کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔ اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔''

آج جب ہم اپنے اردگرد کے ماحول پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بازاروں میں، سڑکوں پر، میڈیا پر غرض کہ ہر طرف مسلمان خواتین کی اکثریت بالکل بے پردہ نظر آتی ہے۔ جن میں سے چند کے سروں پر دوپٹے یا سکارف ہوتے ہیں۔ لیکن اگر آج مسلمان خواتین کی اکثریت بے نقاب ہے تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ بے پردگی جائز ہے کیونکہ قرآن ہمیں یاددہانی کراتا ہے کہ حق کا معیار قلت یا کثرت نہیں ہوتی بلکہ لوگوں کی اکثریت تو عام طور پر گمراہ ہی ہوتی ہے۔ ''زمانے کے ساتھ چلنے'' میں یہ خطرہ پوشیدہ ہے کہ ''زمانہ'' تو عام طور پر جہنم کی طرف جا رہا ہوتا ہے:

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيْلِ اللّٰهِ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُون (سورة الانعام: آیت 116)

اور اے محمد ﷺ! اگر تم ان لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین پر بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے۔ وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

عربی میں لفظ ''حجاب'' کی اصل ''حجب'' ہے جس کے معنی چھپانے، پوشیدہ رکھنے،

نظروں سے اُوجھل کرنے، پردہ کرنے کے ہیں۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خواتین کے لیے حجاب کی مقدار کیا ہے؟ اس سوال کے جواب کے لیے ہم قرآن، حدیث، آثار صحابہؓ اور علمائے اسلام کے فتووں پر نظر ڈالیں گے۔

پردہ : قرآن کی رشنی میں:

قرآنی دلیل نمبر 1

سورہ الاحزاب میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ ذَٰلِكَ أَدْنَىٰ أَن يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللَّهُ غَفُوراً رَّحِيماً (سورہ الاحزاب: آیت 95)

اے نبی ﷺ، اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان کی عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں۔یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے۔

اِس آیہ مبارکہ میں عربی کے الفاظ ''جلباب'' اور ''ادناء'' استعمال ہوئے ہیں۔جلباب عربی زبان میں بڑی چادر کو کہتے ہیں۔جلباب کی تشریح میں مفسر قرآن ابن کثیرؒ لکھتے ہیں:

والجلباب هو الرداء فوق الخمار قاله ابن مسعود و عبيدة والحسن البصرى و سعيد بن جبير و ابراهيم النخعى و عطاء الخراسانى وغير واحد.

(جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو سر کی اوڑھنی کے اوپر مزید اوڑھی جاتی ہے۔عبداللہ بن

مسعود، عبیدۃ، حسن بصری، سعید بن جبیر، ابراہیم نخعی، عطاء خراسانی، اُن میں سے ہر ایک نے اس کا یہی مطلب سمجھا)۔ (1)

مفسر قرآن علامہ آلوسی (المتوفی 1270ھ) جلباب کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''چادر کو ایسا ہونا چاہیے کہ جب اُسے سر سے لٹکایا جائے تو چہرہ بھی چھپ جائے اور جسم کا اوپر کا حصہ بھی ڈھک جائے۔اِس طرح سے صرف آنکھیں اُس میں شامل نہیں ہوں گی۔'' (2)

مشہور عربی لغت دان ابن منظور ''جلباب'' کی تعریف یہ بیان کرتے ہیں:

''جلباب اُس بڑی چادر کو کہتے ہیں جو عورت اپنے کپڑوں کے اوپر اوڑھتی ہے تا کہ وہ سر سے پاؤں تک چھپ جائے۔اس چادر سے اس کا تمام جسم چھپ جاتا ہے۔'' (3)

جہاں تک عربی لفظ ''ادنا'' کے معنی کا تعلق ہے تو ''ادنا'' کے معانی ''لپیٹ لینے کے ہیں'' مگر جب ادنیٰ لفظ ''علیٰ'' کے ساتھ آئے یعنی ''ادنا علی من جلباب'' تو تمام مفسرین قرآن جو عربی میں مہارت رکھتے ہیں اُن کے مطابق اِس کا مطلب ''چادر کو چہرے پر لٹکا لینا'' ہوتا ہے۔آج کل کے بعض ''روشن خیال مفکرین'' ٹی وی پر آ کر اس کا ترجمہ ''صرف لپیٹ لینا'' کرتے ہیں تا کہ کسی طرح چہرہ چھپانے سے جان بچ جائے اور مغربی آقاؤں کے سامنے عزت رہ جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ہر چیز صاف صاف بیان فرمائی ہے۔اگر اللہ تعالیٰ کا مقصود وہ ہی ہوتا جو یہ لوگ چاہتے ہیں تو وہ یدنین الیھن فرماتا۔جو شخص بھی عربی جانتا ہے وہ یہ کبھی بھی نہیں جان سکتا کہ یدنین علیھن کے معانی محض لپیٹ لینے کے ہو سکتے ہیں۔اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ عورتیں اپنی چادر کے ایک حصے سے اپنے چہروں کو چھپا لیا کریں۔

عہد رسالت سے قریب ترین زمانے کے اکابرین مفسرین نے اس آیت یُدۡنِیۡنَ

---

(1) تفسیر ابن کثیر، جلد 3، دارالسلام، ریاض

(2) روح المعانی، علامہ آلوسی، جلد 22، صفحہ 89

(3) لسانُ العرب، جلد 1 ، صفحہ 273

عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِيْبِهِنَّ سے استدلال کرتے ہوئے چہرے کے پردے کو واجب یا مستحب قرار دیا۔ابن جریر طبری کی روایت ہے کہ محمد بن سیرینؒ نے جب حضرت عبیدہ السلمانیؓ سے اس آیت کا مطلب پوچھا تو انہوں نے جواب میں کچھ کہنے کے بجائے اپنی چادر اٹھائی اور اس طرح اوڑھی کہ اپنا پورا سر اور پیشانی اور پورا منہ ڈھانک کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (1)

ابن جریرؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے جو تفسیر بیان کی، اُس میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی کام سے گھروں سے باہر نکلیں تو اپنی چادروں کے پلو اوپر سے ڈال کر اپنا منہ چھپالیں اور صرف آنکھیں کھلی رکھیں۔

عہد صحابہؓ و تابعینؒ کے بعد جتنے نامور مفسرین اسلامی تاریخ میں گزرے ہیں اُن سب نے اس آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔چند مثالیں یہاں تحریر کی جاتی ہیں۔

1) اس آیت کی تشریح میں علامہ ابن جریر طبری فرماتے ہیں:

لا تشبهن بالا ما ء في لباسهن اذا هن خرجن من بيو تهن لحاجتهن، فكشفهن شعورهن ووجوههن ولكن ليدنين عليهن من جلابيبهن لئلا يعرض لهن فاسق،اذا علم انهن حرائر باذى من قول.

''جب وہ مسلمان عورتیں اپنی ضرورت کے تحت گھروں سے نکلیں تو اپنی لونڈیوں کے لباس میں اُن سے مشابہت اختیار کرتے ہوئے اپنے بالوں اور چہروں کو کھلا نہ رکھیں بلکہ اپنے اوپر چادر کو لٹکا لیا کریں تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ آزاد عورتیں ہیں اور فاسقین کی اذیت دہ باتوں سے بچ سکیں''۔(2)

2) علامہ ابوبکر جصاص تفسیر احکام القرآن میں لکھتے ہیں:

---

(1) تفسیر ابن کثیرؒ،علامہ ابن کثیرؒ صفحہ 3جلد569 دارالاسلام، ریاض

(2) جامع البیان فی تاویل القرآن،ابن جریر طبری ج9 ص 302 دار الکُتب العلمیة، بیروت

قال ابو بکر فی هذا الایه دلالة علی ان المرأة الشابه مامورة بستر وجههاعن الا جنبیین.(1)

ابوبکر نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ یہ آیت اس بات کی دلالت کر رہی ہے کہ نوجوان عورت کواجنبی مردوں سے اپنے چہرے کوچھپانے کا حکم دیا گیا ہے۔

3) الکشاف،ابوالقاسم جاراللہ محمد بن عمر الزمخشری الخوارزمی،المتوفی 538ھ
علامہ زمخشری اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

و معنی﴿ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِیْبِهِنَّ﴾ یر خینهاعلیهن و یغطین بها وجوههن واعطافهن یقال اذازل الثوب عن وجه المرأة ادنی ثوبک علی وجهک.(2)

''اور﴿ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلاَ بِیْبِهِنَّ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان جلابیب کو اپنے اوپر لٹکا لیں اوران سے اپنے سینوں اور پہلوؤں کو ڈھانپ لیں، کیونکہ جب عورت کے چہرے سے کپڑا ہٹ جائے تو کہا جاتا ہے اپنے کپڑے کو اپنے چہرے کے قریب کر''

4) تفسیر بیضاوی، قاضی ناصرالدین عبداللہ بن عمر البیضاوی الشافعی المتوفی 692ھ
اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یغطین وجوههن وابدانهن بملاحفهن اذا برزن لحاجة ومن للتبعیض فان المرأة ترخی بعض جلبابها وتتلفع ببعض. (1)

---

(1) احکام القرآن،ابو بکر الجصاص ج ثالث ص370مطبعه دارالکتب العربی بیروت

(2) الکشاف، علامه زمخشری، ج ثالث، ص273، مطبع انتشارات،آفتاب تهران

''وہ اپنے چہروں اور بدنوں کو ڈھانپ لیں جبکہ وہ کسی حاجت کے لیے گھروں سے باہر نکلیں اور ''مِـــنْ'' یہاں پر تبعیض کیلئے ہے۔یعنی عورت اپنی چادر کے بعض حصے کو لٹکا لے اور بعض کو لپیٹ لے۔''

5) تفسیر جلالین، امام جلال الدین محمد بن احمد المحلی و امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی۔اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ای یرخین بعضها علی الوجوه اذا خرجن لحاجتهن الا عینا واحدة. (2)

''یعنی وہ ان چادروں کا بعض حصہ اپنے چہروں پر ڈال لیں جب وہ کسی حاجت کے لیے نکلیں اور ایک آنکھ کھلی رکھیں۔''

6) تفسیر قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی (المتوفی ۶۷۱ھ) اِس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

لما کانت عادة العربیات التبذل و کن یکشفن وجوههن کما یفعل الاماء و کان ذلک داعیة الی نظر الرجال الیهن' وتشعب الفکرة فیهن' امر الله رسوله ﷺ ان یامرهن بارخاء الجلالیب علیهن اذا اردن الخروج الی حوائجهن. (1)

''چونکہ عرب خواتین میں (دور جاہلیت کا) کچھ چھچھورا پن باقی تھا اور وہ لونڈیوں کی طرح

---

(1) انوار التنزیل واسرار التاویل، امام بیضاوی، ج۵، ص۱۳۸، مطبعة العامره

(2) تفسیر جلالین، امام محلی و سیوطی، ص ۵۶۳، دارالعربیة

اپنے چہروں کو کھلا رکھتی تھیں اور ان کا یہ فعل مردوں کے ان کی طرف دیکھنے اور ان کے حوالے سے منتشر خیالی کا باعث بن رہا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو یہ حکم دیا کہ اُن عورتوں کو اپنے اوپر چادروں کو لٹکانے کا حکم دیں جب بھی وہ اپنی ضرورت کے تحت باہر نکلنے کا ارادہ کریں۔''

قرآنی دلیل نمبر 2:

سورۃ النور میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاء بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ أَبْنَاءِ بُعُولَتِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي أَخَوَاتِهِنَّ أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ أَوِ التَّابِعِينَ غَيْرِ أُوْلِي الْإِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ أَوِ الطِّفْلِ الَّذِينَ لَمْ يَظْهَرُوا عَلَى عَوْرَاتِ النِّسَاء وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعاً أَيُّهَا الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ (النور – ۳۱)

''اور (اے نبی ﷺ) کہہ دیں مؤمن عورتوں سے کہ وہ اپنی نگاہوں کو پست رکھیں، اور اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں سوائے اس کے کہ جو خود بخود ظاہر ہو جائے، اور اپنی چادروں کے پلو اپنے سینوں پر ڈال لیا کریں۔ اور اپنی زینت کو کسی کے سامنے ظاہر نہ کریں سوائے اپنے شوہروں کے یا اپنے باپوں کے یا اپنے شوہروں کے باپوں کے یا اپنے

---

(1) الجامع لاحکام القرآن، امام قرطبی، ج۷، ص ۲۴۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت

بیٹوں کے یا اپنے شوہروں کے بیٹوں کے یا اپنے بھائیوں کے یا اپنے بھتیجوں کے یا اپنے بھانجوں کے یا اپنی (میل جول کی) عورتوں کے یا اپنے لونڈی غلام کے یا ان زیر دست مردوں کے جو کسی قسم کی غرض نہ رکھتے ہوں یا ان بچوں کے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے واقف نہ ہوں۔ اور وہ اپنے پاؤں (زمین پر) مار کر نہ چلیں کہ جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہے اس کا لوگوں کو علم ہو جائے۔ اور تم سب مل کر اللہ کے ہاں توبہ کرو اے اہل ایمان! شاید کہ تم فلاح پا جاؤ۔''

سورۃ النور کی یہ آیہ مبارکہ چہرے کے پردے کے واجب ہونے پر قرآن سے دوسری دلیل مہیا کرتی ہے۔

اس آیت میں لفظ ''خمر'' استعمال ہوا ہے جو عربی لفظ ''خمار'' کی جمع ہے اور اُس سے مراد ایسی چادر ہے جس سے سر اور چہرے کو ڈھانکتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ اِس آیہ کی شان نزول کے متعلق فرماتی ہیں کہ جب سورۃ النور نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ سے اُس کو سن کر صحابہؓ اپنے گھروں کی طرف پلٹے اور جا کر انہوں نے اپنی بیویوں، بیٹیوں، بہنوں کو اس کی آیات سنائیں۔ صحیح بخاری کی روایت ہے:

يرحم اللّٰه نساء المهاجرات الأول. لمَّا أنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ شققن مروطهن فاختمرن بها.(1)

''اللہ تعالیٰ پہلے پہل ہجرت کرنے والی عورتوں پر رحم فرمائے! جب اللہ تعالیٰ نے آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾ نازل فرمائی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر اوڑھنیاں بنالیا۔''

اِس حدیث مبارک کی تشریح کرتے ہوئے ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں:

---

(1) صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ﴾

فاختمرن ای غطین وجوھھن ۔ (1)

''فاختمرن'' سے مراد ہے انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔''

امام ابن خزیمہؒ اپنی صحیح میں لکھتے ہیں:

''خمار'' اُس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے عورت اپنے چہرے کو چھپاتی ہے۔

(صحیح الخزیمہ ، جلد 4، صفحہ3)

آیت کی ابتداء میں ارشاد ہوا ہے کہ لَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ ''وہ اپنی آرائش و زیبائش کو ظاہر نہ کریں'' اور دوسرے فقرے میں اِلَّا بول کر اس حکم نہی سے جس چیز کو مستثنیٰ کیا گیا ہے وہ ہے مَا ظَهَرَ مِنْهَا جو کچھ اس آرائش و زیبائش میں سے ظاہر ہو جائے یعنی عورتوں کو خود اس کا اظہار اور اس کی نمائش نہ کرنی چاہئے سوائے اس کے جو آپ سے آپ ظاہر ہو جائے۔امام حاکمؒ نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کیا ہے:

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے زینت کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد پازیب، بالیاں اور ہار وغیرہ ہیں اور ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' سے کپڑے مراد ہیں۔'' (2)

آیت کا سیاق وسباق:

سورہ النور کی اس آیت کے سیاق وسباق کے متعلق اسلامی محقق حافظ محمد زبیر صاحب لکھتے ہیں:

''آیت کے اِس حصے(وَلَا يَضْرِبْنَ بِأَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِينَ مِن زِينَتِهِنَّ﴾

---

(1) فتح الباری، ج۸، ص ۴۹۰، المکتبۃ السفلیۃ۔

(2) المستدرک علی الصحیحین، جلد 2، صفحہ 397 ، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، بیروت۔

میں مومن عورتوں کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر مار کر نہ چلیں، تا کہ ان کے پاؤں یا چال کی زینت یا پازیب وغیرہ کی جھنکار سن کر مرد اُن کی طرف متوجہ نہ ہوں، کیونکہ اس طرح عورت کی یہ مخفی زینت ظاہر ہو کر مَردوں کے لیے فتنے کا باعث بن جاتی ہے۔ جو شریعت مطہرہ فتنے کے اندیشے کو بھی ختم کرنے کے لیے عورتوں کو پاؤں زمین پر مار کر چلنے سے روک رہی ہے اس شریعت کے بارے میں یہ گمان رکھنا کہ وہ اس آیت میں عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت دے رہی ہے، ایک عام انسان کی سمجھ سے بالاتر بات ہے۔ چہرے کی زینت بہر حال قدموں کی چاپ اور انداز کی زینت سے بہت بڑھ کر ہے، اس لیے ''اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا'' کے ذریعے چہرے کا مستثنیٰ کرنا قرآن کے سیاق وسباق کے خلاف ہے۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ اِلَيْهِ)) قالت ام سلمة يا رسول الله فكيف تصنع النساء بذيولهن؟ قال : ((تُرْخِيْنَهُ شِبْرًا)) قالت : اذا تنكشف اقدامهن؟ قال : ((تُرْخِيْنَهُ ذِرَاعًا لا تَزِدْنَ عَلَيْهِ)) (1)

''جس نے تکبر کے ساتھ اپنے کپڑے کو لٹکایا اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس کی طرف نظر کرم نہیں فرمائیں گے۔'' تو ام سلمہؓ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! عورتیں اپنے پلو (کپڑے کا نچلا کنارا) کیا کریں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم عورتیں اسے ایک بالشت لٹکا لیا کرو۔'' حضرت ام سلمہؓ نے عرض کی: تب تو ان کے پاؤں کھل جائیں گے؟ آپ ﷺ فرمایا: ''تم عورتیں اپنے پلو کو ایک ہاتھ لٹکا لیا کرو اور اس سے زیادہ نہ لٹکاؤ''۔

حضرت اُمّ سلمہؓ کا پاؤں کھلے رہ جانے کے بارے میں سوال کرنا اور آپ ﷺ کا

---

(1) رواه النسائي، كتاب الزينة، باب ذيول النساء.

ان کو جواب دینا یہ ظاہر کر رہا ہے کہ پاؤں کا ڈھانپنا بھی واجب ہے۔یہی وجہ ہے کہ علامہ البانی نے بھی اسی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے پاؤں کے ڈھانپنے کو واجب قرار دیا ہے اور عورت کے پاؤں کو اس کے ستر میں شمار کیا ہے۔جب پاؤں ڈھانپنے کی اس قدر تاکید قرآن و سنت میں ہے تو چہرہ ڈھانپنے کے بارے میں قرآن وسنت کیسے خاموش رہ سکتے ہیں!'' (1)

مزید برآں ،سورۃ النور کی ان آیات میں گھر میں کثرت سے داخل ہونے والے نامحرم رشتہ دار مثلاً بہنوئی ،داماد،خالو، پھوپھا وغیرہ کے بارے میں گھر کی خواتین کو چند اخلاقی ہدایات دی گئی ہیں۔چونکہ گھر کے اندر ان قریبی رشتہ داروں کے سامنے زینت کے اظہار کا امکان زیادہ تھا،اس لیے خواتین کو ان حضرات کے سامنے زینت کے اظہار سے روک دیا گیا اور گھر کے اندر کے پردے کی حدود وقیود بیان کی گئیں۔اسکے ساتھ ساتھ گھر کے دوسرے محرم رشتہ داروں کی فہرست بھی ساتھ ہی بیان کر دی گئی کہ جن کے سامنے زینت کا اظہار جائز ہے۔

یہاں یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ جس کی طرف مفسر قرآن مولانا امین احسن اصلاحی نے توجہ مبذول کروائی تھی کہ سورۃ النور کی پردے کی آیات گھر کے اندر کے پردے کے متعلق ہیں نہ کہ گھر کے باہر کے پردے کے، جبکہ گھر سے باہر پردے کا ذکر سورۃ الاحزاب کی آیات میں ہے۔یہ وہ فرق ہے جس کو ملحوظ نہ رکھنے کی وجہ سے بہت سارے علماء نے اس آیت کی تفسیر میں ٹھوکر کھائی۔مولانا امین احسن اصلاحی قرآن میں ستر و حجاب کے احکامات کو تین حصوں میں تقسیم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''تیسرے وہ احکام ہیں جو عام مردوں اور عورتوں کو مخاطب کر کے گھروں کے اندر آنے جانے سے متعلق دیے گئے ہیں اور جن میں تفصیل کے ساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب اپنے کسی بھائی کے گھر میں داخل ہو تو اُس کو کن آداب وقواعد کی پابندی کرنی چاہیے اور گھر کی عورتوں پر ایسی صورت میں کیا پابندیاں عائد ہوتی ہیں۔یہ احکام

(1) چہرے کا پردہ-واجب،مستحب یا بدعت؟ حافظ محمد زبیر، مکتبہ رحمۃ للعالمین، مطبوعہ لاہور، طبع اول 2010ء

سورۃالنور میں بیان ہوئے ہیں''۔(1)

قرآنی دلیل نمبر 3:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا يَرْجُونَ نِكَاحاً فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ أَن يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ غَيْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ بِزِينَةٍ وَأَن يَسْتَعْفِفْنَ خَيْرٌ لَّهُنَّ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ . (النور—٦٠)

''اور بوڑھی عورتوں میں سے وہ جو کہ نکاح کی امید نہیں رکھتیں،تو ان کے اوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اپنے (اضافی) کپڑے اتار رکھیں'اس حال میں کہ وہ زینت کا اظہار کرنے والی نہ ہوں۔اور اگر وہ بچ کر رہیں تو یہ ان کے لیے بہت زیادہ بہتر ہے،اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

اس آیۂ مبارکہ میں بوڑھی عورتوں کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اگر اپنے اضافی کپڑے مثلاً جلباب وغیرہ اتار دیں اور ان کا چہرہ ظاہر بھی ہو جائے تو ان کے لیے کوئی گناہ نہیں ہے بشرطیکہ وہ عورتیں اُس عمر کو پہنچ چکی ہوں جس میں اولاد پیدا نہیں ہوتی۔اُنکی اپنی خواہشات بھی مر چکی ہوتی ہیں اور اُن کو دیکھ کر مردوں میں بھی کوئی صنفی جذبہ پیدا نہیں ہو سکتا۔

دوسری شرط یہ ہے کہ وہ عورتیں بناؤ سنگھار کر کے اِس رخصت سے فائدہ نہیں اٹھا سکتیں۔اگر وہ کھلے چہرے کے ساتھ اجنبی افراد کے سامنے آنا چاہتی ہیں تو انہیں بغیر میک اَپ کے سادہ چہروں کیساتھ نامحرم مردوں کے سامنے آنے کی اجازت ہے۔

اِس آیۂ مبارکہ میں ''ثیاب'' سے مراد اضافی کپڑے ہیں یعنی اوڑھنیاں،جلباب،نقاب وغیرہ۔ ثیاب سے مراد دوپٹہ یا صرف سینہ کو ڈھانپنے والی چادر نہیں۔تمام مفسرین نے بالاتفاق

---

(1) پردہ اور قرآن، مولانا امین احسن اصلاحی، ص ۷، مطبوعہ فاران فاؤنڈیشن، لاہور

اس سے مراد وہ چادریں لی ہیں جن سے زینت کو چھپانے کا حکم سورۃ الاحزاب میں دیا گیا تھا۔

ابن جریر طبری ((فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ)) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فليس عليهن حرج ولا اثم ان يضعن ثيابهن يعنى جلابيبهن وهى القناع الذى يكون فوق الخمار والرداء الذى يكون فوق الثياب لا حرج عليهن ان يضعن ذلک عند المحارم من الرجال وغير المحارم من الغرباء غير متبرجات بزينة. (1)

''ان (بوڑھی عورتوں) پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر وہ اپنے کپڑے یعنی جلباب وغیرہ اتار کر رکھ دیں، اور جلباب سے مراد وہ نقاب ہے جو کہ دوپٹے کے اوپر لیا جاتا ہے اور وہ چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر لی جاتی ہے۔ ان عورتوں پر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر وہ یہ نقاب یا چادر اپنے محرم اور غیر محرم افراد کے سامنے اتار رکھیں، لیکن زینت ظاہر نہ کریں۔''

اس طرح امام بغویؒ آیت ((فَلَيْسَ عَلَيْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ يَضَعْنَ ثِيَابَهُنَّ)) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

يعنى يضعن بعض ثيابهن وهى الجلباب والرداء الذى فوق الثوب والقناع الذى فوق الخمار فأما الخمار فلا يجوز وضعه.(1)

''(کپڑے اتارنے سے) مراد یہ ہے کہ وہ اپنے بعض کپڑے اتار رکھیں اور وہ

---

(1) تفسیر طبری، ابن جریر طبری، جلد 9، صفحہ 348، دارالکتب العلمیۃ، بیروت۔

جلباب اور چادر ہے جو کہ کپڑوں کے اوپر ہوتی ہے یا وہ نقاب جو کہ دوپٹے کے اوپر ہوتا ہے۔ جہاں تک دوپٹے کا تعلق ہے، اس کا اتارنا جائز نہیں ہے۔"

سورۃ النور کی یہ آیت بظاہر بڑی عمر کی خواتین سے خطاب کر رہی ہے لیکن اس آیت میں جوان عورتوں کے پردے کے حق میں دلیل بھی موجود ہے۔ محققِ اسلام حافظ زبیر صاحب اپنی کتاب "چہرے کا پردہ-واجب، مستحب یا بدعت؟" میں اس آیت پر بحث کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"آیت مبارکہ میں "فلیس علیھن جناح" کے الفاظ کے ذریعے "القواعد" یعنی بوڑھی عورتوں کو پردہ نہ کرنے کی رخصت دی گئی ہے اور اس کا "مفہوم مخالف" یہ ہے کہ جو عورتیں جوان ہیں اور وہ نکاح کی امید رکھتی ہیں، اگر وہ پردہ نہ کریں گی تو گناہگار ہوں گی۔ آیت کے الفاظ ہیں: "فلیس علیھن جناح" کہ ان بوڑھی عورتوں پر گناہ نہیں ہے۔ گویا کہ کچھ ہیں جن پر گناہ بھی ہے اور یہ وہ عورتیں ہیں جو کہ بوڑھی نہ ہوں، یعنی جوان ہوں۔ استدلال کا یہ طریقہ کار اصولیین کے نزدیک مفہوم مخالف کہلاتا ہے۔"

چہرے کا پردہ: احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں:

ذیل میں چند صحیح اور حسن احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں مسلمان خواتین کے پردے کے احکامات موجود ہیں:

---

(1) تفسیر بغوی، امام بغوی، جلد 4، صفحہ 449، دارالکتب العلمیۃ، بیروت

(2) چہرے کا پردہ - واجب، مستحب یا بدعت؟ حافظ محمد زبیر، مکتبہ رحمۃللعالمینؐ مطبوعہ لاہور، طبع اول 2010ء

حدیث نمبر 1 :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالیٰ عَنْهَا قَالَتْ: كُنَّ نِسَاءُ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ صَلاةَ الْفَجْرِ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوْطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلیٰ بُيُوْتِهِنَّ حِيْنَ يَقْضِيْنَ الصَّلاةَ لَا يَعْرِفُهُنَّ اَحَدٌ مِّنَ الْغَلَسِ.

(صحیح البخاری) (1)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ مسلمان عورتیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صبح کی نماز میں شریک ہوتیں۔ اس حال میں کہ انہوں نے اپنے جسم کو چادروں میں لپیٹا ہوتا، پھر وہ نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گھروں کو واپس چلی جاتیں اور اندھیرے کی وجہ سے ان کو کوئی پہچان بھی نہ پاتا تھا۔''

اِس حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں جب مسلمان عورتیں کسی کام سے گھر سے باہر نکلتی تھیں تو اپنے سارے بدن کو ایک بڑی چادر میں لپیٹ لیتی تھیں۔

حدیث نمبر 2 :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مَسْلَمَةَ قَالَ: خَطَبْتُ امْرَأَةً فَجَعَلْتُ اَتَخَبَّأُ لَهَا حَتّٰی نَظَرْتُ اِلَيْهَا فِیْ نَخْلٍ لَهَا فَقِيْلَ لَهٗ اَتَفْعَلُ هٰذَا وَاَنْتَ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ؟ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((اِذَا اَلْقَى اللّٰهُ فِیْ قَلْبِ امْرِئٍ خِطْبَةَ امْرَأَةٍ فَلَا بَاسَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا))

---

(1) صحیح البخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب وقت الفجر

(سنن ابن ماجه)(1)

حضرت محمد بن مسلمہؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک عورت کی طرف نکاح کا پیغام بھیجا اور میں اس کو چوری چھپے دیکھنے کی کوشش کرتا تھا، حتیٰ کہ ایک دن وہ عورت اپنے باغ میں گئی تو میں نے (موقع پا کر) اس کو دیکھ لیا تو مجھ سے لوگوں نے کہا: آپ اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی ہو کر ایسا کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے ''جب کسی مرد کا کسی عورت سے شادی کا ارادہ ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔''

اِس حدیث مبارک میں حضور ﷺ کے یہ الفاظ ''فَلاَبَاسَ اَنْ یَّنْظُرَ اِلَیْھَا ''اس بات کی دلیل ہے کہ اگر ایک شخص کسی عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کو دیکھنے کی رخصت ہے۔ اس کے علاوہ نہیں۔اس حدیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بغیر وجہ کے مردوں کا نامحرم عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا گناہ ہے۔مزید برآں، حضرت محمد بن مسلمہؓ کا اُس عورت کو دیکھنے کے لیے اتنی کوشش کرنا اور اسکے باوجود اُس کو نہ دیکھ پانا اِس بات کا ثبوت مہیا کرتی ہے کہ اُس زمانے میں مسلمان خواتین حجاب سے اپنے چہرے چھپاتی تھیں۔اگر وہ عورت گھر سے باہر نکلتے ہوئے اپنے چہرے کو حجاب سے نہ چھپاتی ہوتی تو حضرت محمد بن مسلمہؓ کو چوری چھپے اتنی کوشش کے بعد اُس عورت کو دیکھنے کی کیا ضرورت تھی۔

اس موضوع پر ایک دوسری حدیث مسند احمد میں بھی وارد ہوئی جس میں حضور ﷺ نے فرمایا:

---

(1) سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها.
یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اِذَا خَطَبَ اَحَدُ كُمُ امْرَأَةً فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّنْظُرَ اِلَيْهَا اِذَا كَانَ اِنَّمَا يَنْظُرُ اِلَيْهَا لِخِطْبَةٍ وَاِنْ كَانَتْ لاَ تَعْلَم.

(مسند احمد عن ابو حمید) (1)

ترجمہ: جب کوئی آدمی کسی عورت کو پیغام نکاح دے تو اس پر اس عورت کو دیکھ لینے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ بشرطیکہ نکاح کا پیغام دینے کے لیے دیکھ رہا ہو۔ خواہ وہ عورت اُس سے بے خبر ہو۔

حدیث نمبر 3 :

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: اَوْ مَتِ امْرَأَةٌ مِنْ وَرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَبَضَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ فَقَالَ: مَا اَدْرِيْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَاَةٍ)) قَالَتْ: بَلِ امْرَأَةٌ قَالَ: ((لَوْ كُنْتِ امْرَأَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ يَعْنِي بِالْحِنَاءِ)) (سنن ابی داؤد) (2)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے پردے کے پیچھے سے ایک خط رسول اللہ ﷺ کو دیا تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ کو سمیٹ لیا اور فرمایا: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا ہاتھ ہے'' تو اُس عورت نے کہا کہ میں عورت ہوں۔ اس پر آپ ﷺ نے

---

(1) مجمع الزوائد میں بیان ہوا ہے کہ مسند احمد کی اِس حدیث کے تمام راوی صحیح مسلم کے معیار پر پورے اترتے ہیں۔ شیخ البانی نے اپنی سلسلۃ الصحیحہ میں اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (حدیث نمبر 97) اور لکھا ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

(2) سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء.
یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے.

فرمایا: ''اگر تو عورت ہے تو اپنے ناخنوں کو مہندی لگا تا کہ مرد اور عورت میں فرق ہو سکے۔''

یہ حدیث اس بات کا واضح ثبوت مہیا کرتی ہے کہ عورتیں حضور ﷺ کے زمانے میں جب آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں تو پردے میں ہوتی تھیں۔

حدیث نمبر 4 :

لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتَهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا

(صحيح البخاری) (1)

''کوئی عورت کسی دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ پھر جا کر اپنے شوہر کے سامنے اس کے حسن و جمال کو اس طرح بیان کرے گویا کہ اس کا شوہر اس اجنبی عورت کو دیکھ رہا ہو۔''

صحیح بخاری کی یہ حدیث چہرے کے پردے کے حق میں ایک مضبوط دلیل ہے۔ حافظ محمد زبیر اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث کے الفاظ ''كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا'' اس بات کی دلیل ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں عورتیں حجاب (نقاب) کرتی تھیں کیونکہ اگر عورتوں میں حجاب کی پابندی نہ ہوتی تو مردوں کو اس بات کی ضرورت باقی نہ رہتی کہ ان کی بیویاں ان کے سامنے اجنبی عورتوں کے حسن و جمال کو بیان کریں، بلکہ مرد بذات خود عورتوں کو دیکھنے کی قدرت رکھتے۔'' (2)

حدیث نمبر 5:

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَإِذَا خَرَجَتِ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ)) (سنن الترمذی) (1)

---

(1) صحيح البخاری، كتاب النكاح، باب لا تباشر المرأة المرأة فتنعتها لزوجها

(2) چہرے کا پردہ- واجب، مستحب یا بدعت؟ حافظ محمد زبیر، مکتبہ رحمۃ للعالمین، مطبوعہ لاہور، طبع اول 2010ء)

''حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت تو چھپانے کی چیز ہے۔ جب یہ (گھر سے) باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کو جھانکتا ہے۔''

اس حدیث میں عورت کے لیئے عربی لفظ ''عورۃ'' استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی ہیں ''چھپانے کی چیز'' اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ عورت کا سارا جسم ''عورۃ'' ہے جس کو چھپانا چاہیے۔

شیخ محمد صالح المنجد اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ ترمذی کی یہ حدیث صحیح ہے اور اس حدیث میں یہ حکم واضح ہے کہ عورت کو اجنبی مردوں سے اپنا چہرہ چھپانا چاہیے۔ (2)

حدیث نمبر 6:

اِنْ كَانَ لِاِحْدَاكُنَّ مُكَاتَبٌ فَكَانَ عِنْدَهٗ مَا يُؤَدِّىْ فَلْتَحْتَجِبْ مِنْهُ

(سنن ابی داؤد) (3)

''جب تم (عورتوں) میں سے کسی کے پاس کوئی مکاتب (ایسا غلام جس سے اس کے مالک نے مکاتبت کرلی ہو کہ اگر اتنی رقم تم ادا کرو گے تو آزاد ہو جاؤ گے) ہو اور اس غلام کے پاس اتنی رقم ہو کہ وہ اسے مکاتبت کی صورت میں ادا کر سکے تو

---

(1) سنن الترمذی، کتاب الرضاع، باب ما جاع فی کراهیة الدخول علی المغیبات و رواه ابن حبان فی صحیحه والطبرانی فی الکبیر

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

(2) پردہ، قرآن وسنت کی روشنی میں، از شیخ صالح المنجد، مطبوعہ الریاض، ۱۴۰۸ ھجری

(3) سنن ابی داؤد، کتاب العتق، باب فی المکاتب یؤدی بعض کتابته فیعجز او یموت

اس عورت کو چاہیے کہ اپنے غلام سے پردہ کرے۔''

اس حدیث سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ عورت کے لیے اپنے غلام کے سامنے چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے لیکن یہ رخصت اس وقت تک ہے جب تک وہ اس کا غلام ہے۔ جونہی وہ غلام اپنی مالکن سے مکاتبت کر کے آزادی حاصل کرلیگا تو پھر وہ اس عورت کے لیے اجنبی مرد بن جائیگا جس سے پردہ کرنا ضروری ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ جس طرح آجکل لونڈیاں تقریباً ناپید ہوچکی ہیں، اسی طرح غلام بھی قریب قریب ناپید ہوچکے ہیں۔ آجکل گھروں میں کام کرنے والے جوان مرد ملازم یا نوکر بہرحال آزاد مرد ہوتے ہیں جنہیں بیچا یا خریدا نہیں جاسکتا۔ اس لئے گھریلو مرد نوکروں یا ملازموں کے سامنے عورتوں کا چہرہ کھلا رکھنے کا اسلام میں کوئی جواز موجود نہیں۔ اِس بات کو مزید آسانی سے اسطرح سمجھا جاسکتا ہے کہ گھر میں کام کرنے والی نوکرانیاں یا ملازمہ خواتین بہرحال آزاد عورتیں ہوتی ہیں، اس لئے جس گھر میں وہ کام کرتی ہیں وہاں کا مرد اُن کو اپنی پراپرٹی سمجھ کر اُن سے آزاد شہوت رانی نہیں کرسکتا۔ اگر مرد اُس ملازمہ یا نوکرانی کو پسند کرتا ہے تو اسے اُس ملازمہ یا نوکرانی سے شرعی طور پر نکاح کرنا ہوگا جسکے بعد وہ اس کی قانونی بیوی ہوگی۔ بالکل اسی طرح گھر کا نوکر یا مرد ملازم کسی صورت غلام نہیں ہوتا اور اُس سے پردہ کرنا گھر کی مالکن پر لازم ہے۔ افسوس کہ آجکل بعض خواتین شاپنگ کے شوق میں دوسری خواتین کے ساتھ خود تو بازار چلی جاتی ہیں جہاں اُنھیں نامحرم دوکاندار مردوں سے بھاؤتاؤ کرنا پڑتا ہے جبکہ اپنے صحت مند خاوند کو کام کرنے والی نامحرم ملازمہ یا نوکرانی کے ساتھ گھر میں اکیلا چھوڑ جاتی ہیں اور پھر ایسے ایسے واقعات سامنے آتے ہیں کہ اللہ معاف کرے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مرد حضرات خود اپنی بیویوں کے ساتھ شاپنگ کے لئے بازار چلی جائیں اور نامحرم دوکاندار مردوں سے بھاؤتاؤ کریں اور گھر میں کام کرنے والی نامحرم ملازمہ یا نوکرانی کے ساتھ اکیلے

مت رہیں لیکن آج کے روشن خیالی کے دور میں لوگوں کا قرآن کے پردے کے احکامات کے متعلق تصور ہی بدل گیا ہے۔

حدیث نمبر 7 :

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے روایت ہے کہ:

أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ لَهُ امْرَأَةً اَخْطُبُهَا فَقَالَ : ((اِذْهَبْ فَانْظُرْ اِلَيْهَا فَاِنَّهُ اَجْدَرُ اَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا)) فَأَتَيْتُ امْرَأَةً مِنَ الْاَنْصَارِ فَخَطَبْتُهَا اِلٰى اَبَوَيْهَا وَاَخْبَرْتُهُمَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ ﷺ فَكَاَنَّهُمَا كَرِهَا ذٰلِكَ، قَالَ فَسَمِعَتْ ذٰلِكَ الْمَرْأَةُ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا فَقَالَتْ : اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَمَرَكَ اَنْ تَنْظُرَ فَانْظُرْ وَاِلَّا فَاَنْشُدُكَ كَاَنَّهَا اَعْظَمَتْ ذٰلِكَ قَالَ فَنَظَرْتُ اِلَيْهَا فَتَزَوَّجْتُهَا)) (سنن ابن ماجه) (1)

''میں اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور میں نے آپ ﷺ کے سامنے ایک عورت کا تذکرہ کیا جس سے میں نکاح کرنا چاہتا تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جا کر پہلے اس کو ایک نظر دیکھ لو، یہ بات تمہارے مابین محبت کا باعث ہوگی۔'' میں انصار کی ایک عورت کے پاس آیا تو میں نے اس کے والدین سے نکاح کی بات کی اور انہیں اللہ کے رسول ﷺ کے قول کے بارے میں بتایا۔ والدین نے لڑکی کے دیکھنے کو ناپسند کیا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے ہیں کہ اس عورت نے میری بات سن لی اور وہ پردے میں کھڑی تھی۔ اس لڑکی نے کہا کہ اگر اللہ کے رسول ﷺ نے تمہیں حکم دیا ہے تو تم دیکھ لو، اور اگر ایسا نہیں ہے تو میں اللہ کی قسم کھاتی ہوں کہ ایسا نہ کرنا۔ گویا اُس عورت نے اللہ کے رسول ﷺ کے فرمان کو بڑا جانا۔ حضرت مغیرہؓ فرماتے

---

(1) سنن ابن ماجه، كتاب النكاح، باب النظر الى المرأة اذا اراد ان يتزوجها
یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اِس کو صحیح تر قرار دیا ہے۔

ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا اور پھر میں نے اس سے نکاح کرلیا۔''

اس حدیث میں بھی ہمیں یہ ثبوت ملتا ہے کہ عورتیں حضور ﷺ کے زمانے میں چہرے کا پردہ کیا کرتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ اُس دور میں جب ایک مرد کسی عورت کو نکاح کا پیغام بھیجتا تھا،اُس کے باوجود بھی دیکھ نہ سکتا تھا۔

حدیث نمبر 8 :

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ الرُّکْبَانُ یَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰی وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا کَشَفْنَاهُ. (سنن ابی داؤد) (1)

''ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے،وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں،پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔''

یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اس حسن قرار دیا ہے۔ (2)

اِس حدیث میں حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ خود اُن کا اور حضور ﷺ کے ساتھ حج کے سفر میں شریک تمام خواتین کا طرزِ عمل یہ تھا کہ قافلوں کے قریب سے گزرنے پر وہ اپنے چہرے اپنی چادروں سے ڈھانپ لیتی تھیں۔یہ حدیث صرف ازواج مطہراتؓ کے لیئے

---

(1) سنن ابی داؤد، کتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی وجهها

(2) حجاب المرأة المسلمة ، علامه البانی، ص ۵۸

نہیں ہے بلکہ اس حدیث کا حکم عام ہے۔اگلی حدیث اِس بات کی تائید کرتی ہے۔

حدیث نمبر 9 :

عَنْ اَسْمَاء بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالیٰ عَنْھَا قَالَتْ: کُنَّا نُغَطِّیْ وُجُوْھَنَا مِنَ الرِّجَالِ وَکُنَّا نَمْتَشِطُ قَبْلَ ذٰلِکَ فِیْ الْاِحْرَامِ.

''حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ ''ہم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں اور ہم حالت احرام میں کنگھی بھی کرلیا کرتی تھیں۔'' (1)

یہ روایت صحیح ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (2)

حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ، حضرت عائشہؓ کی بہن تھیں اور صحابیاتؓ میں سے تھیں۔ آپؓ، حضور ﷺ کی ازواج مطہراتؓ میں سے نہیں تھیں۔حضرت اسماءؓ نے اس حدیث میں بیان کیا ہے کہ وہ اور دیگر صحابیاتؓ رسول ﷺ نامحرم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں جو اِس بات کا قطعی ثبوت (Definitive Proof) ہے کہ حجاب کا حکم صرف ازواج مطہراتؓ کے لئے نہ تھا بلکہ تمام مسلمان عورتوں کے لئے تھا۔

حدیث نمبر 10 :

عَنْ اُمِّ عَطِیَّۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ: اُمِرْنَا اَنْ نُخْرِجَ الْحُیَّضَ یَوْمَ الْعِیْدَیْنِ وَذَوَاتِ الْخُدُوْرِ فَیَشْھَدْنَ جَمَاعَۃَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَھُمْ

---

(1) المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴

(2) حجاب المرأة المسلمة، علامه البانی، ص ۵۰

وَيَعْتَزِلُ الْحُيَّضَ عَنْ مُصَلَّاهُنَّ، قَالَتِ امْرَأَةٌ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ اِحْدَانَا لَيْسَ لَهَا جِلْبَابٌ؟ قَالَ: ((لِتُلْبِسْهَا صَاحِبَتُهَا مِنْ جِلْبَابِهَا))

(صحيح البخاری) (1)

''حضرت ام عطیہؓ فرماتی ہیں کہ ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم حیض والی اور پردہ نشین عورتوں کو عیدین کے دن نکالیں، وہ مسلمانوں کی جماعت اور دُعا میں حاضر ہوں، اور حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔ ایک عورت نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر ہم میں سے کسی کے پاس چادر نہ ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اس کی سہیلی اس کو اپنی چادر میں شریک کرے۔''

اس حدیث کی شرح میں شیخ الصالح العثیمین بیان کرتے ہیں:

''یہ حدیث واضح طور پر بتا رہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کی خواتین میں چادر کے بغیر باہر نکلنے کا معمول نہ تھا۔ بلکہ چادر پاس نہ ہونے کی صورت میں باہر نکلنے کو وہ ممکن ہی نہ سمجھتی تھیں۔'' (2)

حدیث نمبر 11 :

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ: يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَاءَ الْمُهَا جِرَاتِ الْاَوَّلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ اِلٰى جُيُوْبِهِنَّ﴾ شَقَّقْنَ مُرُوْطَهُنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا. (1)

''ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ پہلے پہل

---

(1) صحيح البخاری، كتاب الصلاة، باب وجوب الصلاة فی الثياب)

(2) پردہ، قرآن و سنت کی روشنی میں، از صالح المنجد، مطبوعہ الرياض، ۱۴۰۸ ھجری)

ہجرت کرنے والی مہاجر عورتوں پر رحم کرے! جب یہ آیت ﴿وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلَىٰ جُيُوبِهِنَّ﴾ نازل ہوئی تو انہوں نے اپنی چادروں کو پھاڑ کر ان کے دوپٹے بنا کر اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔"

علامہ ابن حجر عسقلانی اِس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں:

فَاخْتَمَرن أی غطین وجوههن. یعنی حضرت عائشہؓ کے قول "فاختمرن" کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے چہروں کو ڈھانپ لیا۔ (2)

چہرے کا پردہ-صحابہؓ وتابعینؒ کے اقوال کی روشنی میں:

ہم نے شروع میں سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب کی آیات حجاب کی تفسیر میں مختلف صحابہ کرامؓ کے اقوال پیش کیے تھے، جن میں انہوں نے ان قرآنی آیات کی تفسیر میں بتایا کہ ان سے مراد چہرے کا پردہ ہے۔ یہاں ہم مزید چند صحابہؓ وتابعین ؒ کے اقوال اس سلسلے میں پیش کرتے ہیں:

1) حضرت فاطمہ بنت منذرؓ:

عن فاطمة بنت المنذر انها قالت: كُنَّا نُخَمِّرُ وُجُوْهَنَا وَنَحْنُ مُحْرِمَاتٌ وَنَحْنُ مَعَ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ.

---

(1) صحیح البخاری، کتاب تفسیر القرآن، باب ولیضربن بخمر هن علی جیوبهن

(2) فتح الباری، ج۸، ص ۴۹۰، المکتبة السلفیة

مؤطاامام مالک (1)

(حضرت فاطمہ بنت منذرؓ سے روایت ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں کو ڈھانپ لیتی تھیں اور حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ ہمارے ساتھ ہوتی تھیں۔)

2) روی ابن عیینه عن اسماعیل بن ابی خالد قال اخبرتنی امی و اختی انهما دخلتا علی عائشة ام المئومنین فسألتا ها کیف تخمر المرأة وجهها فاخذت اسفل خمار ها فغطت به وجهها.

(الاستذکار) (2)

''ابن عیینہ اسماعیل بن ابی خالد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ مجھے میری ماں اور بہن نے خبر دی کہ وہ دونوں ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس گئیں اور ان سے سوال کیا کہ عورت اپنے چہرے کو کیسے ڈھانپے؟ تو حضرت عائشہؓ نے ان کی چادر کا نچلا حصہ پکڑا اور اس کے ساتھ ان کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔''

3) اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

کنا ندخل علی اُم المؤمنین یوم التروية فقلت لها یا ام المؤمنین هنا امرأة تأبی ان تغطی وجهها وهی محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها. (التلخیص الحبیر)

---

(1) مؤطاامام مالک، کتاب الحج، باب وانما یعمل الرجل مادام حیا فاذا مات فقد القضی.

(2) الاستذکار، ابن عبدالبر، جلد 11، ص48

''ہم (خواتین) ۱۸ ذی الحجہ کو ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آئی تھیں تو میں نے کہا اے ام المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو کہ اس بات سے انکاری ہے کہ حالت احرام میں وہ اپنا چہرہ ڈھانپے، تو حضرت عائشہؓ نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اُس کے چہرے کو ڈھانپ دیا۔'' (1)

4) حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے سورۃ الاحزاب کی آیت 59 کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب وہ کسی ضرورت سے نکلیں تو سر کے اوپر سے اپنی چادروں کے دامن لٹکا کر اپنے چہروں کو ڈھانک لیا کریں۔'' (تفسیر ابن جریر) (2)

5) حضرت عبیدہ سلمانی

امام محمد بن سیرینؒ نے حضرت عبیدہ سلمانی سے اللہ تعالیٰ کے قول ''یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ'' کے بارے میں دریافت کیا کہ اس حکم پر عمل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

انہوں نے خود چادر اوڑھ کر بتایا اور اپنی پیشانی اور ناک اور ایک آنکھ کو چھپا کر صرف ایک آنکھ کھلی رکھی۔ (تفسیر ابن جریر)

6) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ:

جب حضرت موسیٰ ؑ قبطی کو قتل کر کے فرعون کے ڈر سے مصر سے فرار ہو کر مدین پہنچے تو اُنھوں نے کنویں پر دو خواتین کے لیئے بھیڑ میں سے پانی بھرا۔ پھر وہ خواتین اپنے گھر چلی

---

(1) التلخیص الحبیر، ابن حجر عسقلانی، جلد 2، المدینہ المنورہ

(2) تفسیر ابن جریر، جلد22

(3) تفسیر ابن جریر، جلد22 ; احکام القرآن، جلد 3، صفحہ 45

گئیں ۔اسکے بعد سورہ القصص میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فجآء ته احد هما تمشی علی استحیآء قالت ان ابی یدعوک.

(سورہ القصص: آیت 24)

''(کچھ دیر نہ گزری تھی کہ)ان دونوں عوتوں میں سے ایک شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی اُس کے پاس آئی اور کہنے لگی ''میرے والد آپ کو بلا رہے ہیں''۔(سورہ القصص: آیت 24)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''یعنی وہ شرم وحیا کے ساتھ چلتی ہوئی اپنا منہ گھونگھٹ سے چھپائے ہوئے آئی۔ ان بے باک عورتوں کی طرح دراڑ نہیں چلی آئی جو ہر طرف نکل جاتی اور ہر جگہ جا گھستی ہیں''۔ (1)

حضرت عمرؓ کی اِس تفسیر سے ہمیں صحابہ کرامؓ کے زمانے میں حیاداری کا اسلامی تصور سمجھ آسکتا ہے۔حضرت عمرؓ واضح الفاظ میں یہاں چہرہ ڈھانکنے کو حیا کی علامت اور اسے نامحرموں کے سامنے کھولنے کو بے حیائی قرار دے رہے ہیں۔

چہرے کا پردہ، علمائے اسلام کی نظر میں:

شافعی، مالکی اور حنبلی علماء کے نزدیک چہرے کا پردہ واجب ہے جبکہ حنفی علماء کے

(1) اِس مضمون کی متعدد روایات سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن المنذر نے معتبر سندوں کے ساتھ حضرت عمرؓ سے نقل کی ہیں۔

نزدیک عورت کا چہرہ اگرچہ ستر میں داخل نہیں لیکن اگر فتنے کا تھوڑا سا بھی اندیشہ ہو (مثلاً عورت کے چہرے کی طرف دیکھنے سے یہ اندیشہ ہو کہ کوئی مرد صرف اتنا سوچے کہ وہ عورت خوبصورت ہے) تو عورت کے لیئے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر حنفی علماء نے چہرے کے پردہ کو واجب قرار دیا ہے۔ یہاں پر تاریخ اسلام کے چند چوٹی کے علماء کے چہرے کے پردے کے متعلق فتاوٰی پیش کیئے جاتے ہیں۔ (تفصیل کے لیئے حافظ محمد زبیر کی تحقیق "چہرے کا پردہ-واجب، مستحب یا بدعت؟" کی طرف رجوع کیا جاسکتا ہے)۔

فقہ حنفی میں امام ابنِ عابدین، علامہ ابن نجیم اور امام علاؤالدین الحصکفی سب سے نامور علماء سمجھے جاتے ہیں۔ ان تینوں علماء کے پردے کے متعلق فتوے درج ذیل ہیں۔

1) خاتم المحققین امام ابن عابدین لکھتے ہیں:

(وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بين الرجال) لا لا نه عورة بل لخوف الفتنة. (1)

"نوجوان عورت کو مردوں کے درمیان چہرہ کھلا رکھنے سے منع کیا جائے گا، اِس وجہ سے نہیں کہ چہرہ عورت کے ستر میں داخل ہے، بلکہ فتنے کے ڈر سے ایسا کیا جائے گا۔"

2) علامہ ابن نجیم لکھتے ہیں:

قال مشائخنا تمنع المرأة الشابة من كشف وجهها بين الرجال في زماننا للفتنة. (1)

"ہمارے مشائخ نے یہ فتوٰی دیا ہے کہ نوجوان عورت کو ہمارے زمانے میں فتنے کے ڈر سے

---

(1) محمد امين بن عمر بن عبدالعزيز عابدين الدمشقي، رد المختار على دُرالمختار، جلد ۲، ص ۴۷، داراحياء التراث العربي.

مردوں کے درمیان چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔''

3) امام علاؤالدین الحصکفی فرماتے ہیں:

ولذا تمنع من كشف وجهها بين الرجال للفتنة. (2)

''اسی لیے عورت کو مردوں کے درمیان فتنے کی وجہ سے چہرہ کھولنے سے منع کیا جائے گا۔''

حنبلی علماء میں علامہ ابن جوزی اور امام ابن تیمیہ کا نہایت بلند مقام ہے:

4) علامہ ابن جوزی

علامہ ابن جوزی آیہ مبارکہ(ولايبدين زينتهن الا ماظهر منها) کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد نص عليه احمد فقال الزينة الظاهرة الثياب وكل شيء منها عورة حتى الظفر ويفيد هذا تحريم النظر الى شيء من الاجنبيات لغير عذر فان كان لعذر مثل ان يريد ان يتزوجها او يشهد عليها فانه ينظر في الحالين الى وجهها خاصة فاما النظر اليها لغير عذر فلا يجوز لا لشهوة ولا لغيرها وسواء في ذلك الوجه والكفان وغيرهما من البدن. (زاد المسير) (1)

''امام احمد نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ زینت ظاہرہ سے مراد کپڑے ہیں اور عورت کا سارا جسم ستر ہے، یہاں تک کہ اس کے ناخن بھی ستر میں داخل ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجنبی عورت کے طرف بغیر عذر کے دیکھنا حرام ہے۔ اگر یہ عذر کے ساتھ ہو، مثلاً شادی یا گواہی کی غرض سے دیکھنا، تو ایسی صورت میں صرف

(1) البحر الرائق شرح كنز الدقائق، زين الدين ابن نجيم الحنفي، جلد ١، ص ٢٨٤، دارالمعرفة بيروت.

(2) الدرالمنتقى في شرح المتقى، علاؤالدين محمد بن على بن محمد العينى الحصكفي، جلد ١، ص ١٢١، دارلكتب العلمية، بيروت

عورت کے چہرے کی طرف دیکھنا جائز ہے۔لیکن بغیر عذر کے عورت کے چہرے کو شہوت یا بغیر شہوت کے دیکھنا جائز نہیں ہے اور اس مسئلے میں چہرہ، دونوں ہاتھ اور جسم کے باقی اعضاء سب کا ایک ہی حکم ہے۔''

5) علامہ ابن تیمیہؒ :

ایک جگہ ''یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

وقد حكى ابوعبيدة وغيره انها تدنى من فوق رأسها فلا تظهر الا بعينها ومن جنسه النقاب فكن النساء ينتقبن وفي الصحيح ان المحرمة لا تنتقب ولا تلبس القفازين فاذا كن مأمورات بالجلباب لئلا يعرفن وهو ستر الوجه اوستر الوجه بالنقاب كان الوجه واليدان من الزينة التي امرت الا تظهرها للأجانب.

(فتاویٰ ابن تیمیه)(2)

''ابوعبیدہ وغیرہ نے ہم سے بیان کیا ہے کہ عورت اپنے جلباب (چادر) کو اپنے سر سے لٹکائے گی اور اپنی ایک آنکھ کے علاوہ اپنے جسم کا کوئی حصہ ظاہر نہ کرے گی اور اس کی جنس میں نقاب بھی شامل ہے۔آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں نقاب کرتی تھیں، کیونکہ صحیح حدیث میں ہے کہ حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے اور نہ ہی دستانے پہنے، جیسا کہ عورتوں کو جلباب کا حکم اس لیے دیا گیا کہ وہ پہچانی نہ جائیں تو اس سے مراد چہرے کا چھپانا ہے، یعنی نقاب سے چہرے کا چھپانا، یہی وجہ ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ اس زینت میں شامل ہیں کہ جس کو اجنبی مردوں کے سامنے عورت کو چھپانے کا حکم دیا گیا۔''

---

(1) زاد المسير، علامه ابن جوزی، جلد ٦، ص ٣١، ٣٢، المكتب الاسلامي دولة نظر.

(2) فتاویٰ ابن تیمیه، علامه ابن تیمیه، جلد ٢٢، ص ١١٠، ١١١

مالکی علماء میں امام ابوبکر ابن العربی اور امام قرطبی کا شمار چوٹی کے علماء میں ہوتا ہے

6) ابوبکر ابن العربی ؒ ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والمرأة كلها عورة بدنها وصوتها فلا يجوز كشف ذلك الا لضرورة او لحاجة كالشهادة عليها او داء يكون ببدنها

(احکام القرآن)(1)

''اور عورت تمام کی تمام ستر ہے، اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے' لہٰذا عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو ظاہر کرنا جائز نہیں ہے' ہاں ضرورت یا حاجت کے پیش نظر وہ ایسا کر سکتی ہے' مثلاً اگر عورت کے خلاف گواہی دینا مقصود ہو یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہو وغیرہ (تو وہ اپنے جسم کے کسی حصہ کو اجنبی مرد کے سامنے کھول سکتی ہے)۔''

7) امام قرطبی

امام قرطبی ''فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ'' کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہراتؓ کو حجاب کے پیچھے سے کسی ضرورت یا مسئلے کے تحت سوال کرنے کی اجازت دی۔ اور یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو معنوی طور پر شامل ہے، کیونکہ شریعت کا اصول ہے کہ

(1) احکام القرآن' ابن العربی' جلد۳' ص ۱۵۷۹' دار المعرفة بیروت.

عورت تمام کی تمام ستر ہے یہاں تک کہ اس کا سارا جسم اور آواز بھی ستر میں داخل ہے۔جیسا کہ یہ بات پہلے بھی بیان ہو چکی ہے،اس لیے عورت کے لیے اپنے جسم کے کسی حصے کو بغیر کسی ضرورت کے کھولنا جائز نہیں ہے۔ضرورت سے مراد عورت کے خلاف گواہی ہے یا اس کے جسم میں کوئی بیماری ہے۔''

(الجامع لاحکام القرآن) (1)

امام غزالی اور ابن حجر عسقلانی فقہ شافعی کے ہی نہیں بلکہ پوری اسلامی تاریخ کے عظیم ترین علماء میں سے ہیں۔

8) امام غزالی کی رائے:

امام غزالی عورتوں کے پردے کے متعلق لکھتے ہیں:

لسنا نقول ان وجه الرجل في حقها عورة كوجه المرأة في حقه بل هو كوجه الامرد في حق الرجل فيحرم النظر عند خوف الفتنة فقط وان لم تكن فتنة فلا، اذلم تزل الرجال على ممر الزمان مكشوفي الوجوه والنساء يخرجن منتقبات فلو استووا الامر الرجال بالتنقب او منعن من الخروج. (احياء العلوم)

''ہم یہ نہیں کہتے کہ مرد کا چہرہ عورت کے لیے ستر ہے جیسا کہ عورت کا چہرہ مرد کے لیے ستر ہے، بلکہ مرد کا چہرہ (عورت کے لیے) ایسا ہی ہے جیسا کہ نابالغ بچے کا چہرہ مرد کے لیے ہے۔یعنی اگر فتنے کا اندیشہ ہوگا تو اس کی طرف دیکھنا حرام ہوگا اور اگر فتنہ نہ ہو تو پھر دیکھنا جائز ہے۔کیونکہ ہمیشہ سے یہ بات چلی آرہی ہے کہ مرد ہر زمانے میں کھلے چہرے کے ساتھ باہر نکلتے ہیں، جبکہ عورتیں نقاب پہن کر باہر نکلتی ہیں۔اگر مرد بھی اس مسئلے میں عورتوں کے برابر ہوتے تو ان کو نقاب پہننے کا حکم دیا جاتا یا عورتوں کو باہر نکلنے سے منع کر دیا جاتا''۔ (احیاء العلوم) (1)

9) ابن حجر عسقلانی کی رائے:

ابن حجر عسقلانیؒ عورتوں کے پردے کے متعلق لکھتے ہیں:

ویقوی الجواز استمرار العمل علی جواز خروج النساء الی المساجد والا سواق والاسفار منتقبات لئلا یراھن الرجال ولم یؤمر الرجال قط بالانتقاب لئلا یراھم النساء فدل علی تغایر الحکم بین الطائفتین.

''اور عورت کے مرد کی طرف دیکھنے کے جواز کو اس دلیل سے بھی تقویت ملتی ہے کہ شروع سے یہ عمل چلا آ رہا ہے کہ عورتوں کے لیے مساجد، بازار اور سفر کی حالت میں نقاب پہن کر باہر نکلنے کا جواز ہے، جبکہ مردوں کو کبھی بھی نقاب کا حکم نہیں دیا گیا کہ عورتیں انہیں نہ دیکھ سکیں۔ پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مرد اور عورتوں کا حکم اس مسئلے میں مختلف ہے۔'' (فتح الباری) (2)

پردے کے بارے میں علمائے اسلام کے اجماع کے متعلق عصرِ حاضر کے محقق حافظ محمد زبیر رقمطراز ہیں:

''تواترِ عملی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر دور میں مسلمان عورتیں نقاب پہن کر گھر سے باہر نکلتی تھیں، جیسا کہ آج کل کے دور میں بھی مذہبی گھرانوں سے تعلق رکھنے والی عورتیں اِس بات کا اہتمام کرتی ہیں۔ اِس کے برعکس جو لوگ اِس بات کا دعویٰ کرتے ہیں کہ آج کل کے زمانے میں چونکہ اکثر عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتیں لہٰذا تواترِ عملی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہیں ہے، اُن کی خدمت میں ہماری مؤدبانہ گزارش یہی ہے کہ تواترِ عملی کے صرف دعووں سے تواترِ عملی ثابت نہیں ہوتا، سب سے پہلے وہ کسی نصِ صریح سے اتنا تو ثابت کر دیں کہ اللہ کے

---

(1) احیاء العلوم، امام غزالیؒ، کتاب النکاح، فصل سوم، آداب المعاشرت

(2) فتح الباری، ابن حجر عسقلانی، جلد ۹، ص ۳۳۷

رسول ﷺ کے دور میں عورتیں چہرے کا پردہ نہیں کرتی تھیں۔ جب ایک عمل کی ابتدا ہی ثابت نہ ہو تو انتہا کو دیکھتے ہوئے کیسے یہ حکم لگایا جاسکتا ہے کہ چہرے کا پردہ نہ کرنا تواتر عملی سے ثابت ہے؟ اور آج کل کے بگڑے ہوئے اور بے عمل معاشروں سے تواتر عملی کی دلیل پکڑنا اُس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر آج کے دور تک ہر زمانے میں عملاً کسی مسئلے کو ثابت نہ کر دیا جائے۔"(1)

پردے کے متعلق اسلامی حکم:

چہرے کے پردے کے سلسلے میں سب سے پہلے قرآنی آیات بیان کی گئیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیئے چہرے کا پردہ واجب ہے۔ پھر اِس باب میں گیارہ صحیح یا حسن احادیث بیان کی گئیں جو سورۃ النور اور سورۃ الاحزاب میں پردے سے متعلق قرآنی احکامات کی وضاحت کرتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں حجاب کے بارے میں صحابیاتؓ کے طرزِ عمل پر روشنی ڈالتی ہیں کہ وہ کس طرح گھر سے باہر یا اجنبی مردوں کے سامنے پردہ کیا کرتی تھیں۔

پھر اقوال صحابہؓ و تابعینؒ کے علاوہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی مکتب فکر کے چوٹی کے علماء کے چہرے کے پردے کے متعلق فتوے بیان کئے گئے جس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ علمائے اہل سنّت میں سے کسی نے بھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ عورت کے لیے اپنا چہرہ کھلا رکھنا واجب یا افضل ہے۔ مذاہب اربعہ کے علماء کی اکثریت کا مذہب یہی ہے کہ چہرے کا پردہ کرنا شرعاً واجب ہے۔ مزید برآں، علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر چہرے اور ہاتھوں میں زینت ہو تو ایسی صورت میں ان دونوں کا چھپانا بھی واجب ہے۔ مثلاً چہرے پر میک اَپ

(1) چہرے کا پردہ - واجب، مستحب یا بدعت؟ حافظ محمد زبیر، مکتبہ رحمۃ للعالمینؐ، مطبوعہ لاہور، طبع اول 2010ء

(make-up) کیا ہو یا ہاتھوں میں سونا وغیرہ پہنا ہو۔علماء کا اِس بات پر بھی اتفاق ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا فتنے کی صورت میں واجب ہوگا۔ المختصر یہ کہ بعض فقہاء کے نزدیک چہرے کا پردہ شرعاً واجب ہے اور بعض کے نزدیک سداً للذریعۃ (یعنی فتنے کے خوف سے) واجب ہے۔

کیا چہرے کے پردے کا حکم صرف ازواج مطہراتؓ کے لئے تھا؟

عام طور پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ چہرے کے پردے کا حکم صرف حضور ﷺ کی بیویوں کے لیے تھا۔ عام عورتوں کے لیے نہیں تھا۔اس لیے عام مسلمان خواتین کھلے چہروں کے ساتھ گھر سے باہر گھوم پھر سکتی ہیں۔ اِس کتاب میں ہم نے قرآن وحدیث، آثار صحابہؓ اور تابعین اور علمائے سلف کے فتاویٰ کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ:

چہرے کا پردہ تمام مؤمن عورتوں کے لیے لازم ہے۔ یہ حکم صرف ازواج مطہراتؓ کے لیے خاص نہیں ہے۔اس کے ثبوت کے لیے یہاں پر صرف دو احادیث دوبارہ بیان کی جاتی ہیں جو مسئلے کو واضح کرتی ہیں۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے:

كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَإِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ إِحْدَانَا جِلْبًا بَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَإِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاه. (ابوداؤد) (1)

''ہمارے پاس سے قافلے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالت احرام میں ہوتیں، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم سے کوئی ایک اپنی چادر

اور اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی ، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزر جاتے تو ہم اسکو کھول دیتیں ۔''

اسی طرح حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے مروی ہے، اور یہ روایت حجاب کے حکم کے عموم کے بارے میں نص قطعی ہے:

كنا نغطي وجوهنا من الرجال وكنا نمتشط قبل ذلك في الاحرام. (المستدرک علی الصحیحین) (2)

''ہم مردوں سے اپنے چہروں کو ڈھانپتی تھیں اور ہم حالت احرام میں کنگھی بھی کر لیا کرتی تھیں ۔''

یہ روایت صحیح ہے اور امام حاکم نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت اختیار کی ہے۔

عمرے اور حج میں عورتوں کا پردہ :

بعض لوگ نا سمجھی میں یہ اعتراض کر دیتے ہیں کہ چہرے کا پردہ کرنا ضروری نہیں کیونکہ آخر حج یا عمرے کے موقع پر خواتین اپنے چہرے کھلے رکھتی ہیں ۔اس لیے اسلام میں چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے۔

کتنی عجیب بات ہے کہ بعض خواتین حج کے موقع پر نامحرم مردوں سے تو پردہ نہیں

---

(1) ابو داؤد، کتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی وجهها. مسند احمد، کتاب باقی مسند الانصار، باب حدیث السیدة عائشة - المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۰۴

(2) المستدرک علی الصحیحین، امام حاکم، جلد ۱، ص ۴۵۴

کرتیں اور یہ کہہ کر جان چھڑاتی ہیں کہ حج یا عمرے کے موقع پر خواتین کو اپنا چہرہ کھلا رکھنے کا حکم ہے لیکن جب اُنھیں گرد وغبار یا بسوں ٹرکوں کا ڈیزل والا دھواں نظر آتا ہے تو اُن خواتین کو وہی ''چہرہ کھلا رکھنے کا حکم'' بھول جاتا ہے اور وہ فوراً اپنے چہرے کو چادر یا ماسک سے چھپا لیتی ہیں حالانکہ نامحرم مردوں کی نگاہوں کے اندر گرد وغبار یا بسوں ٹرکوں کے ڈیزل والے دھوئیں سے زیادہ بڑا فتنہ پوشیدہ ہے۔ بہر حال اصل بات یہ ہے کہ حج اور عمرے میں عورت کے چہرے کے پردے کی نوعیت مختلف ہوتی ہے جیسا کہ درج ذیل احادیث سے واضح ہوتا ہے۔

عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ الرُّكْبَانُ يَمُرُّوْنَ بِنَا وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُحْرِمَاتٌ فَاِذَا حَاذَوْا بِنَا سَدَلَتْ اِحْدَانَا جِلْبَابَهَا مِنْ رَأْسِهَا عَلٰى وَجْهِهَا فَاِذَا جَاوَزُوْنَا كَشَفْنَاهُ. (سنن ابی داؤد) (1)

ام المؤمنین حضرت عائشہ ؓ سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ قافلے ہمارے پاس سے گزرتے تھے اور ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حالتِ احرام میں ہوتی تھیں، پس جب وہ ہمارے پاس سے گزرتے تو ہم اپنے جلباب اپنے سر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیتی تھیں اور جب وہ قافلے آگے گزر جاتے تو ہم اپنے چہرے کو کھول دیتی تھیں۔'' (سنن ابی داؤد)

موطا امام مالک میں ہے:

'' عن فاطمه بنت المنذر كنا نخمر وجوهنا و نحن محر مات ونحن مع اسماء بنت ابی بكر الصديق فلا تنكوه علينا. (موطاامام

---

(1) سنن ابی داؤد، كتاب المناسک، باب فی المحرمة تغطی وجهها۔ یہ روایت حسن ہے اور علامہ البانی نے بھی اسے حسن قرار دیا ہے۔(حجاب المرأة المسلمة علامہ البانی، ص ۵۸)

مالک) (1)

''فاطمہ بنت منذر کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی صاحب زادی حضرت اسماءؓ بھی تھیں۔انہوں نے ہم کو اس سے منع نہیں کیا(یعنی انہوں نے یہ نہیں کہا کہ احرام کی حالت میں نقاب استعمال کرنے کی جو ممانعت ہے،اس کا اطلاق ہمارے اس فعل پر ہوتا ہے۔'' (موطاامام مالک)

اسی طرح فتح الباریؒ کتاب الحج میں حضرت عائشہؓ کی ایک روایت ہے:

تستدل المرأة جِلبَابها من فوق رأسها علٰى وجهِها.

(فتح الباریؒ. کتاب الحج)

''عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے چہرے پر لٹکالیا کرے۔''

اسماعیل بن ابی خالد اپنی والدہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا:

كنا ندخل على أُم المؤمنين يوم التروية فقلت لها يا أُم المؤمنين هنا امرأة تأبى ان تغطى وجهها وهى محرمة فرفعت عائشة خمارها من صدرها فغطت به وجهها.(1)

''ہم (خواتین)8 ذی الحجہ کو اُمّ المؤمنین حضرت عائشہؓ کے پاس آتی تھیں تو میں نے کہا اے اُمّ المؤمنین! یہاں ایک عورت ہے جو کہ اِس بات سے انکاری ہے کہ حالتِ احرام میں اپنا چہرہ ڈھانپے'تو حضرت عائشہؓ نے اس کی چادر اس کے سینے سے اٹھائی اور اس کے ساتھ اس کے چہرے کو ڈھانپ دیا''۔ (التلخیص الحبیر)

---

(1) موطاامام مالک، کتاب الحج، باب وائما یعمل الرجل مادام حیا فاذا مات فقد القضی.

عمرے اور حج کے دوران عورتوں کے پردے کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟ اس بارے میں مزید تشریح علمائے اسلام نے اپنی کتابوں میں کی ہے:

1) امام شافعی حالت احرام میں عورت کے چہرے کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

ویکون للمرأة اذا کانت بارزة تريد استر من الناس تدنی جلبا بها او بعض خمارها او غير ذلک من ثيا بها من فوق رأسها وتجافيه عن وجهها حتی تغطی وجهها متجافيا کالستر علی وجهها ولا يکون لها ان تنتقب اخبر نا سعيد بن سالم عن ابن جريج بن عطاء عن ابن عباس قال تدلی عليها من جلبا بها ولا تجرب به..... اخبرنا سعيد بن سالم عن ابن جريج عن ابن طائو عن ابيه قال تسدل المرأة المحرمة ثوبها علی وجهها ولا تنتقب. (کتاب الام) (2)

''اور جب عورت (حالت احرام میں) باہر ہوگی اور لوگوں سے پردہ کرنا چاہے گی تو اپنی چادر یا اس کا بعض حصہ یا اس کے علاوہ اپنے کپڑوں کا کوئی حصہ اپنے سر پر ڈال دے گی اور اسے اپنے چہرے سے الگ رکھے گی اور اپنے چہرے کو اس طرح ڈھانپے گی کہ کپڑا جسم سے الگ رہے۔ جیسا کہ چہرے کے آگے کوئی پردہ ڈال دیا جائے اور اس کے لیے نقاب کرنا جائز نہیں ہے۔ (اس کے بعد اس موقف کے ثبوت کے لیے امام شافعی نے دو روایات بیان کی ہیں) ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی، وہ ابن جریج سے، وہ عطاء سے، وہ ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ عورت اپنے اوپر اپنی چادر کو لٹکا لے گی اور اس کو لپیٹے گی نہیں .....ہمیں سعید بن سالم نے خبر دی، وہ ابن جریج سے، وہ ابن طاؤس سے اور وہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا حالت احرام میں عورت اپنے کپڑے کو اپنے چہرے پر لٹکائے گی اور نقاب نہیں پہنے گی۔'' (کتاب الام)

---

(1) التلخيص الحبير' ابن حجر عسقلانی' جلد۲' ص ۲۷۲ المدينة المنورة.

(2) کتاب الام، امام شافعی، جلد ۲، ص ۱۲۷، دار الشعب

2)ابن حجر عسقلانی شرح بخاری میں ابن المنذر کے حوالے سے نقل کرتے ہیں:

اجمعو اعلٰی ان المرأة تلبس المخیط کله والخفاف، وان لها ان تغطی رأسها، وتستر شعر ها الا وجهها فتسدل علیه الثوب سدلا خفیفا تستر به عن نظر الرجال . (فتح الباری،) (1)

''اہل علم کا اس بات پر اجماع ہے کہ عورت (حالت احرام میں) تمام کپڑے سلے ہوئے پہنے گی اور موزے بھی پہنے گی اور سر کو ڈھانپے گی اور بالوں کو چھپائے گی سوائے چہرے کے، چہرے پر ہلکا سا کپڑا لٹکا لے گی تا کہ مردوں کی نظروں سے اس کے ذریعے بچ سکے۔''

3) ان قدامہ حنبلی حالت احرام میں عورت کے پردے کے بارے میں لکھتے ہیں:

فاما اذا احتاجت ستر وجهها لمرور الرجال قریبا منها فانها تسدل الثوب من فوق رأسها علی وجهها ولا نعلم فیه خلافا. (المغنی) (2)

''پس جب عورت مردوں کے قریب سے گزرنے کی وجہ سے اپنے چہرے کو چھپانے کی ضرورت محسوس کرے گی تو اپنے سر سے کپڑا اپنے چہرے پر لٹکا لے گی اور ہمارے علم کی حد تک اس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں ہے۔''

4) موطا امام مالک میں حضرت فاطمۃ بنت المنذر کی احرام کی حالت میں چہرہ چھپانے والی حدیث کی شرح میں مشہور مالکی عالم امام زرقانیؒ فرماتے ہیں:

لانه یجوز للمرأة المحرمة ستر وجهها بقصد الستر عن

---

(1) فتح الباری، ابن حجر، جلد۳، ص ۴۰۶

(2) المغنی، ابن قدامه، جلد۳، ص ۳۰۵

أعين الناس بل يجب ان علمت أو ظنت الفتنة بها أو ينظر لها بقصد اللذة (شرح موطا امام مالک) (1)

''حالت احرام میں عورت کے لیے اپنے چہرے کو چھپانا جائز ہے تا کہ وہ اپنے آپ کو لوگوں کی آنکھوں سے بچا سکے۔ اگر اسے فتنے کا علم یا گمان ہو یا شہوت کی وجہ سے اس کی طرف دیکھے جانے کا گمان ہو تو اس پر چہرے کا پردہ واجب ہو جاتا ہے''۔

5) حج اور عمرے میں عورت کے چہرے کے متعلق عصر حاضر کے مشہور عالم اسلام شیخ محمد بن صالح العثیمینؒ بیان کرتے ہیں:

''حالت احرام میں عورت کا اجنبی غیر محرم مردوں سے سامنا ہو رہا ہو تو پھر عورت کے لئے اپنے چہرے کو اوڑھنی یا کسی اور چیز سے چھپانا ویسے ہی واجب ہوگا جیسا کہ غیر حالت احرام میں چھپانا واجب ہے۔'' (2)

6) صحیح بخاری کی حالت احرام میں نقاب اور دستانے پہننے کی ممانعت سے متعلق حدیث کی شرح میں سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ لکھتے ہیں:

''اس سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اس عہد مبارک میں چہروں کو چھپانے کے لئے نقاب اور ہاتھوں کے چھپانے کے لئے دستانوں کا عام رواج ہو چکا تھا۔ صرف احرام کی حالت میں اس سے منع کیا گیا۔ مگر اس سے بھی یہ مقصد نہ تھا کہ حج میں چہرے منظر عام پر پیش

(1) شرح موطا امام مالک' ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی بن یوسف الزرقانی' جلد۳' ص ۲۱' مصطفی البابی الحلبی مصر۔

(2) دلیل الحاج و المعتمر و زائر مسجد الرسول ﷺ از الشیخ محمد بن صالح العثیمینؒ، 1431ھ، مطبوعہ الریاض

کیے جائیں، بلکہ دراصل مقصد یہ تھا کہ احرام کی فقیرانہ وضع میں نقاب عورت کے لباس کا جزو نہ ہو، جس طرح عام طور پر ہوتا ہے۔ چنانچہ دوسری احادیث میں تصریح کی گئی ہے کہ حالت احرام میں بھی ازواج مطہراتؓ اور عام خواتینِ اسلام نقاب کے بغیر اپنے چہروں کو اجانب سے چھپاتی تھیں۔'' (1)

7) احرام کی حالت میں پردے کے حوالے سے ڈاکٹر اسماعیل میمن مدنی اپنی کتاب ''حجاب''میں لکھتے ہیں:

''شریعت میں پردہ کا اس قدر اہتمام ہے کہ خود حالت احرام میں بھی اِس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ بہت سے لوگ لاعلمی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ احرام کی حالت میں پردہ ضروری نہیں ہے کیونکہ احرام کی حالت میں کپڑے وغیرہ کا چہرے پر لگنا جائز نہیں ہے۔ مگر یہ خیال ان کی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ احرام کی حالت میں بھی پردہ ضروری ہے۔ البتہ اس کا طریقہ ذرا مختلف ہے مثلاً یہ کہ چہرہ چھپانے کے لئے پنکھایا چھجہ دار ٹوپی سر پر رکھ کر اس کے اوپر سے نقاب ڈال لی جائے۔ جیسا کہ بہت سی عورتیں کرتی ہیں۔ ازواج مطہراتؓ بھی اپنی جلباب یعنی چادر سے غیر محرم مردوں سے اپنے چہرہ کو احرام کی حالت میں چھپالیا کرتی تھیں۔

ایک حدیث میں حضرت فاطمہ بنت منذرؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑے ڈال لیا کرتی تھیں۔ ہمارے ساتھ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی حضرات اسماءؓ بھی تھیں انہوں نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ (مؤطا امام مالک) یعنی انہوں نے یہ بھی نہیں فرمایا کہ حالت احرام میں نقاب استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ اور تم جو یہ نقاب ڈالے ہوئے ہو یہ ناجائز ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ عورت کو چاہئے

---

(1) پردہ، مطبوعہ لاہور، اسلامک پبلیکیشنز، 1990ء

کہ حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر پر سے اپنے چہرے پر لٹکا لیا کرے۔(فتح الباری کتاب الحج) (1)

8) سنن ابو داؤد کی حضرت عائشہ ؓ کی سفر حج میں پردے کی حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ محمد عاشق الٰہی مہاجر مدنیؒ اپنی کتاب ''شرعی پردہ'' میں لکھتے ہیں:

''اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ سفر حج میں بھی پردے کا اہتمام لازم ہے۔عورت جب حج کا احرام باندھ لے تو احرام کھولنے تک چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ چہرہ کھولے ہوئے حاجیوں کے سامنے پھرتی رہیں۔ایسی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے،اور نامحرموں سے پردہ بھی ہو جائے۔جس طرح حضرت عائشہ ؓ نے اپنے سفر حج کا واقعہ بیان فرمایا جو حدیث بالا میں مذکور ہے۔اس واقعہ سے ان مغرب زدہ مجتہدین کے قول کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولنا جائز ہے۔اسی لئے وہ نقاب والا برقع اپنی عورتوں کو نہیں اڑھاتے ہیں۔اگر نامحرموں سے چہرہ چھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ ؓ اور دیگر صحابی عورتیں ؓ حاجی لوگوں سے چہرہ چھپانے کا کیوں اہتمام کرتیں؟

آج کل حاجی لوگ آپس میں عرفاتی بھائی بن جاتے ہیں،اور حاجی جن آپس میں عرفاتی بھائی بہن کہلانے لگتے ہیں،اور جب بھائی بہن بن گئے تو پورے سفر حج میں جنہیں نامحرم حاجیوں کے سامنے بلاتکلف بے پردہ ہو کر آتی جاتی اور اٹھتی بیٹھتی ہیں۔

حدیث سے معلوم ہوا کہ بے پردگی سفر حج میں بھی ممنوع ہے،اور اس کے بعد بھی ممنوع ہے۔نامحرم بہر حال نامحرم ہے۔'' (1)

---

(1) حجاب ،پردے کے شرعی احکام،از قلم ڈاکٹر محمد اسماعیل میمن مدنی، اسلامک بک سروس ، دھلی. 2001

کیا پردے کا مسئلہ ایک اختلافی مسئلہ ہے؟

بعض ماڈرنسٹ اور معذرت خواہانہ مسلمان حضرات، خواتین کے چہروں کو بے پردہ رکھنے کے لئے یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اسلام میں خواتین کے پردے کا مسئلہ دراصل ایک اختلافی مسئلہ ہے۔

اِس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ دراصل یہ ماڈرنسٹ اور روشن خیال اسلامی مفکروں کا پرانا طریقۂ واردات (modus operandi) ہے کہ جس مسئلے میں اپنی مرضی کرنی ہو اُس کو ایک اختلافی مسئلہ قرار دے دیتے ہیں۔ پھر اس کے بعد "حلوائی جی کی دکان اور نانا جی کی فاتحہ" کے مصداق مذہب اسلام کے احکامات میں سے اپنی مرضی سے جو احکامات پسند ہیں، وہ لے لیے اور باقی ردی کی ٹوکری میں یعنی (classic case of pick and choose)۔

جیسا کہ پہلے ہم نے یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ علمائے اسلام کا اس بارے میں اتفاق ہے کہ چہرے اور ہاتھوں کے علاوہ سارا جسم ڈھانپنا خواتین کے لیے واجب ہے یعنی سر کے بال، کلائی، گردن اور سینہ وغیرہ۔ علماء کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ اگر چہرے اور ہاتھوں میں زینت ہو تو اُس صورت میں اُن دونوں کا چھپانا واجب ہے مثلاً چہرے پر میک اَپ (Eyeliner, Lipstick, blush-on, foundation, eye-mascara وغیرہ) کیا ہو یا ہاتھوں میں سونا پہنا ہو یا مہندی لگی ہو۔

اسی طرح علمائے اسلام اس مسئلے پر بھی متفق ہیں کہ چہرے اور ہاتھوں کا ڈھانپنا فتنے کی صورت میں واجب ہوگا۔ علمائے اسلام میں اختلاف صرف اس صورت میں ہے کہ جب چہرے یا ہاتھ پر کوئی زینت نہ ہو اور اُس کو ظاہر کرنے سے کسی قسم کے فتنے کا اندیشہ بھی نہ ہو اور اختلاف صرف اس بات میں ہے کہ کیا چہرے کا پردہ واجب ہے یا مستحب؟ البتہ

---

(1) شرعی پردہ، مولانا عاشق الٰہی مہاجر مدنی، صدیقیہ دار الکتب ملتان 2001ء

اسلامی تاریخ میں علمائے اسلام کی غالب اکثریت چہرے کے پردے کو واجب سمجھتی ہے جس میں متاخرین حنفی علماء بھی شامل ہیں۔ یہ بھی یاد رہے کہ علمائے اہل سنت میں سے کسی کا بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ عورت کے لیے اسکا چہرہ کھلا رکھنا افضل ہے۔اس لحاظ سے دیکھا جائے تو چہرے کے پردے کے مسئلہ کے صرف ایک گوشے سے متعلق چند گنتی کے علماء نے اختلاف کیا ہے وگرنہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ اسلامی تاریخ میں علمائے اسلام کی غالب اکثریت چہرے کے پردے کو واجب ہی سمجھتی ہے۔ المختصر یہ کہ ہر مسلمان لڑکی اور ہر مومن خاتون کو یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن پاک میں اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْراً أَن يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالاً مُّبِيناً ○ (سورۃ الاحزاب: 36)

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اُس کا رسول ﷺ کسی معاملے میں فیصلہ کر دے تو پھر اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے۔اور جو کوئی اللہ اور اُس کے رسول کی نافرمانی کرے تو وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔"

☆☆☆☆☆

کیا آپ معاشرے کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

اصلاح معاشرہ کا ایک طریقہ یہ ہے کہ لوگوں تک حق بات پہنچائی جائے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ (صحیح مسلم)

''جو شخص، کسی نیک کام کی طرف، کسی دوسرے شخص کی راہنمائی کرے گا، اُسے نیک کام کرنے والے کے برابر اجر اور ثواب دیا جائے گا۔''

آیئے اصلاحِ معاشرہ کے کام میں دینِ اسلام کی مدد کریں۔آپ کی دی ہوئی کتابوں کی وجہ سے جس گھر میں جو اچھے اثرات ہوں گے، آپ اُس اجر میں برابر کے شریک ہوں گے۔ ڈاکٹر گوہر مشتاق کی اصلاحِ معاشرہ کے موضوع پر کتابوں کے سیٹ کو خرید کر اپنے رشتہ داروں کو تحفے میں دیں:

1.....ایک آنکھ والا دجال

2.....موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3.....انسانی دل اور قبولِ اسلام۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4.....معرکۂ روح و بدن

5.....پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6.....دجالی دور اور مسلم نوجوان

7.....داڑھی کی اہمیت، قرآن و سنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8.....ویلنٹائن ڈے۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9.....سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10.....سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب و سنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)=========>

11..... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ..... روزے کے روحانی اور طبی فوائد قرآن، حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

13 ..... اللہ کی مدد کیوں نہیں آ رہی؟

14 ..... دجالی دور اور مسلم خواتین

128 حجاب .....آخر کیوں؟

15 ..... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

16 ..... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں

17 ..... تاریخ کا سبق

تبلیغی مقاصد کے لئے پورا سیٹ یا بڑی تعداد میں کتابیں خریدنے پر خصوصی رعایت۔
تفصیلات کے لئے درج ذیل پتہ پر رابطہ کریں۔مکتبہ خواتین میگزین، منصورہ ملتان روڈ۔لاہور
فون نمبر: 042-35435667 / 0321-4708024